رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت

میں سے چند منتخب احادیث مبارکہ

تالیف

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال، کراچی پاکستان
www.khanqah.org

مومن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ﷺ ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنّتِ نبوی کی کرے پیروی امّت
طوفاں سے نکل جائیگا پھر اس کا سفینہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت

میں سے چند منتخب احادیث مبارکہ

تالیف: شیخ العرب والعجم
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

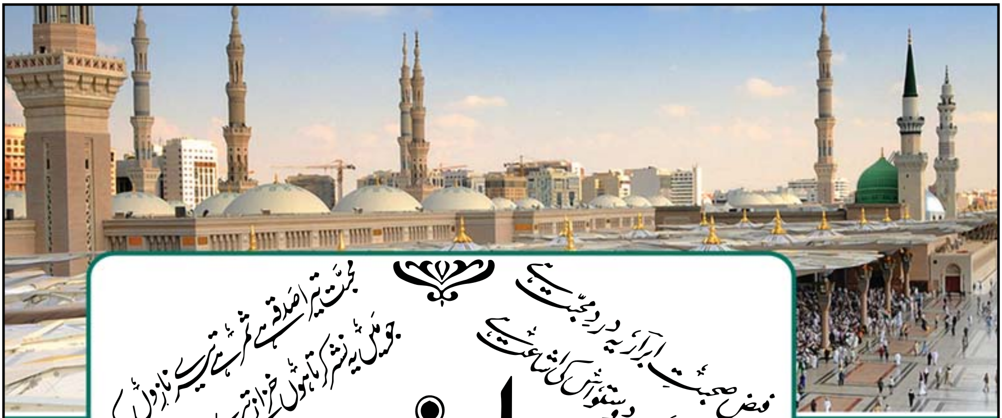

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

احقر

کی جملہ تصانیف و تالیف درحقیقت
مرشدنا و مولانا محیٔ السنۃ حضرتِ اقدس
شاہ ابرارالحق صاحب دامت رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا
شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا
شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ
رسول
محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

بشارتِ عُظمیٰ

آج سے تقریباً ۳۵ سال پہلے مُرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمّد اختر صاحب ادام اللہ ظلالھم علینا کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمّد مظہر صاحب دامت برکاتہم (جو اُس وقت طالبِ علم تھے) نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی اطلاع حضرت مُرشدی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کو بذریعہ خط کی تھی۔ وہ خط اور حضرت رحمۃُ اللہ علیہ کا جواب برکت کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

"عارف باللہ مرشدنا حضرت مولانا شاہ حکیم محمّد اختر صاحب دامت برکاتہم کے خط کا اقتباس"

خواب: غلام زادہ عزیزم محمّد مظہر میاں سلمہ نے آخر شب میں خود کو اور اس ناکارہ کو اور عِشرت جمیل سلمہ کو اور ایک مُلازم دواخانہ محمّد آزاد سلمہ کو جو اس ناکارہ سے بیعت بھی ہیں دیکھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم چاروں اشخاص کو ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور وہ مٹی کی ہے۔ وہاں ہم چاروں اُمتی کو حکم فرمایا کہ اس کو کھودو۔ کھودنے پر شیشہ کے بڑے بڑے مرتبان ظاہر ہوئے اور ان میں ہرن وغیرہ کی کھالوں پر لکھے ہوئے احادیث کے مسودات تھے۔ پھر اس ناکا عشر جمسل کو حکم کہ کو لکھ لو نہوں نی مں لکھا

"محی السنّۃ حضرت مولانا شاہ ابرارُالحق صاحب رحمۃُ اللہ علیہ کا جواب"

مکرّمی حکیم صاحب ——— السّلامُ علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہ

عزیزم مظہر سلّمہ کا خواب بہت مُبارک ہے رائی اور مرئی حضرات کے لِئے۔ سب کے لِئے بشارت ہے خِدمت دین کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق باحسن وجوہ عطا فرمائیں۔ والسّلام ——— ابرارُالحق

۱۴ / رجب ۸۹ھ

اِس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہُوئی کہ کئی سال بعد حضرت والا نے پیشِ نظر کِتاب "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت" تحریر فرمائی جو مشکوٰۃ کتاب الرقاق کی منتخب احادیث اور ان کا ترجمہ و تشریح ہے حضرت والا کے تحریر کردہ مسودہ کو احقر دوسرے کاغذ پر نقل کر کے کاتب کو دے دیتا تھا اور اُنگلی کاٹ کر شہیدوں میں نام لکھوانے کا مصداق بننے کی کوشش کرتا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے قبُول فرما کر احقر کی مغفرت کا بہانہ بنا دیں اور حضرت مرشدی مدظلہم العالی کی بلندی درجات اور صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنا دیں آمِین یا ربَّ العٰلمِین بحُرمَۃ سَیّد المُرسلِین علَیہِ الصّلوٰۃ والتسلِیم۔ یہ کِتاب اہلِ علم میں بہت مقبُول ہے اور تیس بتیس سال سے شائع ہو رہی ہے۔

راقم الحروف

احقر سیّد عشرت جمیل ملقب بہ میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۸ - ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

فہرست

نمبر شمار	اصل کتاب میں حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
۱	۱	دو نعمتیں جن کی قدر نہیں	۱۲
۲	۲	آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے وقعتی	۱۳
۳	۳	دنیا کی حقارت اور ذلت	۱۵
۴	۴	دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے	۱۶
۵	۷	حرام لذتوں کے پسِ پردہ دوزخ ہے اور سختیوں کے پسِ پردہ جنت ہے	۱۷
۶	۹	قناعت کی نعمت کی اہمیت	۱۹
۷	۱۰	آدمی کا مال صرف تین چیزیں ہیں	۲۰
۸	۱۱	قبر میں ساتھ جانے والی صرف ایک چیز ہے	۲۱
۹	۱۳	آدمی کا اصل مال کیا ہے؟	۲۲
۱۰	۱۴	غنا کیا ہے؟	۲۳
۱۱	۱۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ اہم نصیحتیں	۲۶
۱۲	۱۶	دنیا میں چین، آرام اور سکون کب ملے گا؟	۲۸
۱۳	۱۸	پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو	۲۹
۱۴	۱۹	آخرت کی تیاری سے غافل نہ ہونے کی ترغیب	۳۱
۱۵	۲۱	اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی قیمت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے	۳۴

نمبر شمار	اصل کتاب میں حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
١٦	٢٢	جائیداد میں حد سے زیادہ انہماک اور غلو منع ہے	٣٦
١٧	٢٣	باقی رہنے والی چیز کو اختیار کرنے اور فنا ہونے والی چیز چھوڑنے کی تلقین	٣٧
١٨	٢٤	درہم و دینار کے بندے پر لعنت کا مفہوم	٣٨
١٩	٢٥	جاہ و دولت کی حرص کا نقصان	٣٩
٢٠	٣١	خدا اور بندگانِ خدا کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ	٤٠
٢١	٣٢	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب	٤٢
٢٢	٣٣	قابل رشک مؤمن کون ہے......؟	٤٣
٢٣	٣٥	فقر اور قناعت کی تعلیم	٤٥
٢٤	٣٩	اُمت کا فتنہ (یعنی آزمائش) مال ہے	٤٥
٢٥	٤٠	نعمتِ حقیقی کیا ہے؟	٤٦
٢٦	٤١	روزِ قیامت نعمتوں کے متعلق پہلا سوال	٤٨
٢٧	٤٢	روزِ قیامت ہر شخص سے پانچ سوالات	٤٩
٢٨	٤٣	دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت	٥٠
٢٩	٤٥	گناہوں کے باوجود نعمتوں کا ملنا اللہ کی دی ہوئی ڈھیل ہے	٥١
٣٠	٤٧	دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا	٥٢
٣١	٤٩	حلال مال نیک نیت سے کمانے کی فضیلت اور بُری نیت سے کمانے کا عذاب	٥٤
٣٢	٥١	عمارتوں میں حرام مال نہ لگانے کی تعلیم	٥٥
٣٣	٥٢	حدیث: ''دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں الخ'' کی تشریح	٥٦

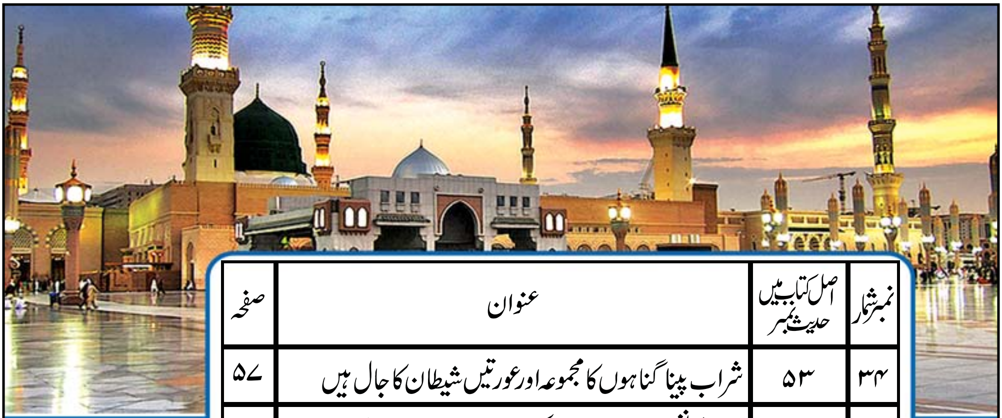

نمبر شمار	اصل کتاب میں حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
۳۴	۵۳	شراب پینا گناہوں کا مجموعہ اور عورتیں شیطان کا جال ہیں	۵۷
۳۵	۵۴	خواہشِ نفس اور درازیٔ عمر کی آرزو سے نجات کے طریقے	۵۹
۳۶	۵۵	آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو	۶۲
۳۷	۵۶	لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنے کی تلقین	۶۴
۳۸	۵۷	نیک اعمال کرنے اور بُرے اعمال سے بچنے کا سبق	۶۵
۳۹	۵۸	کہاں جار ہا ہے کدھر دیکھتا ہے	۶۷
۴۰	۶۰	چار باتیں اگر پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے کا غم نہیں	۶۸
۴۱	۶۱	تین باتیں جن سے بلندیِ مرتبہ عطا ہوتی ہے	۶۹
۴۲	۶۳	مختصر مگر جامع نصیحت	۷۰
۴۳	۶۴	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر کون لوگ ہوں گے؟	۷۱
۴۴	۶۵	''شرحِ صدر'' (سینہ کشادہ ہونے) کی تفسیر	۷۳
۴۵	۶۸	کمزوروں اور غریبوں کی دعا کی برکت سے رزق کا ملنا	۷۶
۴۶	۷۰	لوگوں میں بہتر کون ہے؟	۷۷
۴۷	۷۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قناعت اور صبر وشکر	۸۰
۴۸	۷۳	دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کم تر درجہ کے لوگوں کو دیکھنے کی تعلیم	۸۱
۴۹	۷۴	مساکین کی فضیلت	۸۲
۵۰	۷۶	ضعیفوں کی بدولت ہی رزق اور دُشمنوں پر فتح دیا جانا	۸۴
۵۱	۷۸	کافر اور فاسق کی دنیاوی نعمت پر رَشک نہ کرنے کی تعلیم	۸۶
۵۲	۷۹	دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے	۸۷

نمبر شمار	اصل کتاب میں حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
۵۳	۸۰	اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت کی نشانی	۸۸
۵۴	۸۱	مؤمن کے لیے دو بہتر چیزیں	۸۹
۵۵	۸۲	چند حالاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	۹۰
۵۶	۸۳	محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہونا	۹۲
۵۷	۸۵	زندگی گذارنے کے اصول......صبر وشکر	۹۳
۵۸	۸۷	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو سات نصیحتیں	۹۵
۵۹	۸۸	زیادہ آرام اور آسائش سے بچنے کی تلقین	۹۸
۶۰	۸۹	تھوڑے رزق پر راضی رہنے کا انعام	۹۹
۶۱	۹۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بلندیِ شانِ تقویٰ	۹۹
۶۲	۹۳	عرصۂ زندگی سے زیادہ لمبی اُمیدوں کا نبوی نقشہ	۱۰۱
۶۳	۹۴	بڑھاپے میں زیادتیٔ مال اور زیادتیٔ عمر کی حرص	۱۰۲
۶۴	۹۵	بوڑھے کا دل دو باتوں میں جوان رہتا ہے	۱۰۴
۶۵	۹۷	حرص کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے	۱۰۴
۶۶	۹۸	دنیا میں مسافر بلکہ راستہ عبور کرنے والے کی طرح رہنے کی تاکید	۱۰۵
۶۷	۱۰۲	اُمید اور آرزوؤں میں انہماک سے بچنے کی تاکید	۱۰۸
۶۸	۱۰۴	اُمت کی پہلی نیکی اور پہلا فساد	۱۰۹
۶۹	۱۰۵	زہد آرزوؤں کی کمی کا نام ہے	۱۱۰
۷۰	۱۰۶	زہد کی حقیقت	۱۱۲
۷۱	۱۱۰	تین باتیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی	۱۱۴

نمبر شمار	اصل کتاب میں حدیث نمبر	عنوان	صفحہ
۷۲	۱۱۱	اللہ تعالیٰ کی بندہ کے ساتھ بھلائی کے ارادہ کی علامت	۱۱۷
۷۳	۱۱۲	عاقل محتاط شخص کون ہے اور احمق و نادان کون ہے؟	۱۱۸
۷۴	۱۱۳	مالداری کس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے؟	۱۲۰
۷۵	۱۱۴	مال مؤمن کے لیے ڈھال ہے	۱۲۱
۷۶	۱۱۸	مؤمن کی عجیب شان	۱۲۲
۷۷	۱۱۹	”اگر“ کا لفظ شیطان کی طرف سے ہے جو دل میں وسوسہ و حسرت پیدا کرتا ہے	۱۲۳
۷۸	۱۲۰	حقیقی توکل	۱۲۵
۷۹	۱۲۱	کوئی جاندار اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کر لے	۱۲۷
۸۰	۱۲۲	زہد کیا ہے؟	۱۲۹
۸۱	۱۲۳	قلم اُٹھا کر رکھ دیے گئے، صحیفے خشک ہو گئے	۱۳۱
۸۲	۱۲۴	تقدیرِ الٰہی پر راضی رہنا نیک بختی ہے	۱۳۳
۸۳	۱۲۶	تقویٰ کے دو خاص انعام	۱۳۶
۸۴	۱۲۷	رزاق صرف اللہ ہے	۱۳۷
۸۵	۱۲۸	رشتہ داروں اور بے کسوں کی خبر گیری کی برکت سے رزق دیا جانا	۱۳۸
۸۶	۱۲۹	اللہ تعالیٰ پر توکل کے انعامات	۱۳۹
۸۷	۱۳۰	اطاعت پر وعدۂ نصرت	۱۴۰
۸۸	۱۳۱	انعامِ صبر و توکل	۱۴۰
۸۹	۱۳۲	رزق موت کی طرح یقینی ہے	۱۴۲

صفحہ	عنوان	اصل کتاب میں حدیث نمبر	نمبر شمار
۱۴۳	ایذا رسانیوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر وتحمل اور ظالموں کیلئے دُعا	۱۳۳	۹۰
۱۴۴	مخلص بندوں کے لیے ایک نقد انعام	۱۳۸	۹۱
۱۴۶	طالبِ آخرت کو جمعیتِ قلب اور طالبِ دنیا کو افلاس و پریشانی ملتی ہے	۱۳۹	۹۲
۱۴۷	دین کے رنگ میں دنیا داروں کو دھوکہ دینے کی عبرتناک سزا	۱۴۱	۹۳
۱۴۹	دِکھاوا شرکِ خفی ہے	۱۴۵	۹۴
۱۴۹	''ریا'' دجال کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے	۱۴۸	۹۵
۱۵۱	ریشم، شراب اور باجوں وغیرہ کے استعمال پر عذابِ الٰہی	۱۵۵	۹۶
۱۵۲	اخلاصِ دل سے ایک بار اللہ کو یاد کرنے اور گناہ سے بچنے کا انعام	۱۶۱	۹۷
۱۵۴	اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نو باتوں کا حکم دیا	۱۷۰	۹۸
۱۵۶	قیامت کی نشانیاں	۱۷۶	۹۹
۱۵۶	شہزادۂ مکہ کا واقعہ جن کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے	۱۷۸	۱۰۰
۱۶۰	آخر زمانے میں دین پر عمل کرنا ایسا مشکل ہوگا جیسا مٹھی میں انگارہ لینا	۱۷۹	۱۰۱
۱۶۱	عورتوں کے مشورہ پر عمل کرنے کا نقصان	۱۸۰	۱۰۲
۱۶۲	دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے مسلمان اہلِ کفر سے مغلوب ہیں	۱۸۱	۱۰۳
۱۶۴	مختلف گناہوں پر دنیاوی سزائیں	۱۸۲	۱۰۴
۱۶۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے قرابت داروں کو دعوتِ ایمان، خدا سے ڈرنے اور نافرمانی سے بچنے کی تاکید	۱۸۴	۱۰۵
۱۷۰	شراب کا نام بدلنے سے شراب حلال نہیں ہوسکتی	۱۸۵	۱۰۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی
(اختر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دو نعمتیں جن کی قدر نہیں

۱/۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔[۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن کے معاملہ میں بہت سے لوگ (ان کی قدر کما حقّہ نہ کرنے کے سبب) خسارہ اور نقصان میں ہیں ایک صحت دوسری فراغ۔

تشریح: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ علمائے نے اس حدیث کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ انسان عبادت میں اسی وقت مشغول ہو سکتا ہے کہ جب وہ صحت مند ہو اور بقدرِ ضرورت رزقِ حلال ہو کیوں کہ کبھی آدمی صحت مند ہوتا ہے مگر کسبِ معاش سے فرصت نہیں پاتا اور کبھی کسبِ معاش سے مستغنی ہوتا ہے لیکن صحت ٹھیک نہیں ہوتی اور جس کو یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوں اور پھر بھی کاہلی کے سبب عبادت میں مشغول نہ ہو تو یہ بڑے ہی خسارے اور نقصان میں ہے (مرقات صہ ۵، ج ۹)

---

[۱] بخاری صہ ۹۴۸، ج۲، باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَة، ترمذی، اَبْوَابُ الزُّهْدِ صہ ۵۶، ج۲، شرح السنّة صہ ۲۷۶، ج۲ رقم (۳۹۱۵)

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ترجمہ: حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس برس مجاہدات کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوتی کہ ایک سانس حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے افضل ہے۔

مظاہر حق میں ہے کہ علماء نے لکھا ہے اَلنِّعْمَةُ اِذَا فُقِدَتْ عُرِفَتْ [1] کوئی نعمت جب ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے اسی طرح صحت اور فراغ کی نعمت کو بہت سے لوگ مفت کھو دیتے ہیں اور اس کی قدر اُن کو اس وقت معلوم ہوتی ہے جب بیمار ہوتے ہیں یا کسی تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ندامت نفع نہ دے گی۔ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ [2]

ترجمہ: یہی دن ہے ہار جیت کا یا سود و زیاں کا اور آں حضرت [3] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کو جنت میں کسی بات کی حسرت نہ ہوگی مگر حق تعالیٰ سے غفلت کے لمحات اور اوقات پر وہاں بھی حسرت ہوگی۔

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے وقعتی

۲/۲ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ

[1] مظاهر حق صـ ٦٦٨، ج٤ [2] سُورة التَّغَابُن پاره٢٨، آیت ٩ [3] مرقاة صـ٥، ج٩

مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِی الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ[1] (رواہ مسلم)

ترجمہ : حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خُدا کی قسم دُنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص دریا میں اُنگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ انگلی کیا چیز لے کر واپس ہوتی۔ (یعنی پانی کا کتنا حصّہ اُنگلی میں لگا)

تشریح : یہ مثال محض سمجھانے کے لیے ہے کہ دُنیا آخرت کے مقابلے میں کس قدر بے وقعت ہے ورنہ حقیقت کے اعتبار سے دُنیا کی اتنی بھی وقعت اور قیمت اور نسبت آخرت کے مقابلے میں نہیں ہے جتنا کہ اُنگلی کو دریا میں ڈال کر نکالنے کے بعد پانی کی تری کو دریا سے ہے۔ پس اس مثال کا مقصود تفہیم کو آسان کرنا ہے۔ ورنہ دنیا متناہی محدود کو آخرت غیر متناہی غیر محدود سے کیا نسبت پس دنیا کی نعمت پر نہ مغرور ہو اور نہ یہاں کی تکلیف کا شکوہ کرے اور کہے جیسا کہ فرمایا آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے کہ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ یہ کلمہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا[2] ایک دفعہ یوم الاحزاب میں اور دوسری[3] دفعہ حجۃ الوداع پر جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی عیش مگر آخرت کا عیش

---

[1] بَاب فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صـ ٣٨٤، ج٢، شرح السنّة صـ ٢٧٨، ج٤، رقم (٣٩١٨) ابن مَاجة بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا صـ ٣٠٢ [2] بُخارى: بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِىَ الْاَحْزَابُ صـ٥٨٨، ج٢، مُسلم: بَابُ غَزْوَةِ الْاَحْزَابِ وَهِىَ الْخَنْدَقُ صـ١١٣، ج٢ [3] مرقاة صـ ٧، ج٩

دنیا کی حقارت اور ذلت

۳/۳ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) کتاب الزُّہد ص۴۰۷ ج ۲

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم ایک بکری کے بچے کے پاس سے گذرے جس کے کان چھوٹے یا کٹے ہوئے تھے اور مرا ہُوا تھا، ارشاد فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض میں لے لے، صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں نہیں لینا چاہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے خداوند تعالٰی کی یہ دُنیا اللہ تعالٰی کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ بچہ بکری کا ذلیل ہے۔

تشریح: مقصود اس حدیث سے بے رغبت کرنا ہے دُنیا سے اور راغب کرنا ہے آخرت کی طرف کیونکہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے اور ترک محبّتِ دُنیا کا ہر عبادت کا سر ہے۔ دُنیا کا عاشق اگر دین کے کام میں بھی مشغول ہوتا ہے تو اس کی غرض فاسد ہوتی ہے اور دُنیا سے بے رغبت اگر دُنیا کے کام میں بھی لگتا ہے تو اس کی غرض آخرت ہوتی ہے[۱] بعض عارفین نے کہا ہے کہ جس نے

---

[۱] قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ مِنْ أَرْبَابِ الْيَقِيْنِ: مَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى هِدَايَتِهِ جَمِيْعُ الْمُرْشِدِيْنَ، وَمَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى ضَلَالَتِهِ جَمِيْعُ الْمُفْسِدِيْنَ. مرقاة: ص۷، ج۹

دوست رکھا دُنیا کو اس کو کوئی مُرشد ہدایت نہیں دے سکتا اور جس نے ترک کیا دُنیا کی محبّت کو اس کو کوئی مُفسد اور گمراہ کرنے والا گمراہ نہیں کر سکتا[۱] (مظاہر حق)

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے

٤/٤ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ[۲]

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ) :کتاب الزّھد ص ۴۰۷ ج ۲

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

تشریح : مومن اگر مصائب اور بلاؤں میں مبتلا ہے تو اس کے لیے اس کی دُنیا کا جنّت کی نعمتوں کے مقابلے میں قید خانہ ہونا واضح ہے اور اگر مومن دُنیا کی نعمتوں اور عیش میں ہے تو جنت کی اُن نعمتوں کے مقابلے میں جن کو اس کی آنکھوں نے نہ کبھی دیکھا اور نہ کبھی سُنا اور نہ اس کے دل میں اس کا خطرہ اور خیال گذرا پھر بھی وہ قید خانہ میں ہے۔ جیسا کہ حدیث[۳] شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے اہلِ جنّت کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَآ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ط

---

[۱] مظاہرِحق: ص ۷، ج ۹ [۲] شرح السنة ص ۳۲۵، ج ۲ رقم (۴۰۰۰) ابنِ ماجة بَابُ مَثَلِ الدُّنیا ص ۳۰۳، ترمذی بابُ مَاجَاءَ اَنّ الدُّنیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِر ص ۵۸، ج ۲ [۳] بُخار: بَابُ مَجَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ ص ۴۶۰، ج ۱، مُسلم: کتاب الْجَنّةِ وَصِفَةِ نَعِیْمِهَا وَاَهْلِهَا ص ۳۷۸، ج ۲

نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے کان نے سُنا نہ کسی انسان کے دِل میں اس کا خیال گذرا۔

اور کافر اگر بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے تب بھی یہ دُنیا اس کی دوزخ کے مصائب کے مقابلے میں جنت ہے اور اگر عیش میں ہے یعنی شہوات نفسانیہ کی تمام لذتوں کو اُڑا رہا ہے تب بھی دوزخ کی تکالیف کے مقابلے میں موت سے قبل یہ دُنیا اس کی جنت ہے۔

نیز یہ کہ مومن دنیا سے آخرت کی طرف خروج کی تمنّا رکھتا ہے اور کافر دُنیا میں خلود یعنی ہمیشہ رہنے کی تمنّا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنّت ہے اور مقصود اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ مومن کے نزدیک دُنیا کی نعمتوں کی آخرت کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہوتی اگرچہ بظاہر کثیر اور جلیل القدر ہوں اور اس کی تمام تر فکر آخرت کی زندگی کے لیے وقف ہوتی ہے اور کافر آخرت کی زندگی کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا[1] نہیں ہے مگر صرف دُنیا کی زندگی (لمعات)

حرام لذتوں کے پسِ پردہ دوزخ ہے اور سختیوں کے پسِ پردہ جنت ہے

۵/۷ وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ

[1] سورۃ الأنعام: پارہ ۷، آیت ۲۹، سورۃ المؤمنون: پارہ ۱۸، آیت ۳۷

عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا
تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ[1])

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کی قسم مَیں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا تم پر کشادہ کی جائے جس طرح تم سے پہلے والوں پر کشادہ کی گئی تھی پھر تم دُنیا کی محبت و رغبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے والے گرفتار ہوتے تھے اور یہ دُنیا پھر تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا تھا۔ (بُخاری و مُسلم)

تشریح: اس حدیث میں دُنیا کی کشادگی سے وہ وسعت مُراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور یہی حالت غفلت اور گمراہی کا سبب ہوتی ہے چُونکہ دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں مذکور ہے حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ[2] اس لیے آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دُنیا کی فراوانی اور زیادتی سے اُمت پر گمراہی کا اندیشہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد کہ نہیں ڈرتا میں اُمت پر فقر و افلاس سے مطلب یہ ہے کہ اس حالت میں اکثر سلامتی رہتی ہے۔ جو مفید ہے اُمت کو اور فقر سے مُراد اس جگہ یہ ہے کہ تمام ضروریات دین اور دُنیا کی موجود نہ ہوں یعنی کسی قدر تنگی و پریشانی سے گذر ہوتی ہو البتہ زیادہ تنگی جو کفر

[1] بُخاری: بَابُ مَايُحَذَّرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنيا صـ ٩٥١، ج٢، مُسلم: كتابُ الزُّهدِ صـ ٤٠٧، ج٢ [2] بیہقی فی شعب الایمان صـ ٣٣٨، ج ٧ رقم (١٠٥٠١)

تک پہنچادے وہ فقر یہاں مُراد نہیں کیونکہ اس فقر سے پناہ آتی ہے۔

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا[1] (حدیث) ترجمہ: شدید تنگدستی کبھی ضعیف الایمان کو کفر تک پہنچا دینے کا سبب بن جاتی ہے۔حق تعالےٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین (مظاہر حق) ص ۶۷۸، ج ۴

اور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَابَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ (احمد)[2] مالداری اس شخص کو مضر نہیں جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ جو مالدار متقی نہیں ہیں انھیں کو مال نے آخرت سے غافل کر رکھا ہے اور نافرمانیوں میں اپنا مال بے دریغ صرف کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

قناعت کی نعمت کی اہمیت

۶/۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَآ اٰتَاهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)[3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس شخص نے فلاح پالی جس نے اسلام قبول کرلیا اور بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور خدا نے اس کو

---

[1] شعب الایمان بیہقی صـ ۳۶۷، ج۵ رقم (۶۶۱۲)، الجامع الصغیر صـ ۳۸۷، ج۲ رقم (۶۱۹۹)، فیض القدیر صـ ۷۰۸، ج٤ رقم (۶۱۹۹)، ابو نعیم فی الحلیة صـ ۱۰۹، ج۳ البرانی فی الاوسط رقم (٤٠٥٦) [2] مسند احمد صـ ٤٣٥، ج٥ رقم حدیث (۳۳۲۲۰) [3] مُسلم: کتاب الزکاةِ، بَابُ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ وَالْقَنَاعَةِ صـ ۳۳۷، ج ۱

اس چیز پر جو اس کو دی گئی قناعت بخشی (مسلم شریف)

تشریح: قناعت کا مفہوم یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے اگر قناعت نہ ہوگی تو مال کی حرص آخرت کی تیاری کے لیے اس کو فرصت نہ دے گی پس اس حدیثِ پاک سے قناعت کی نعمت کی اہمیّت ثابت ہوتی ہے ؎

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شد
تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حریصوں کی آنکھ کا کوزہ کبھی پُر نہ ہُوا اور سیپ جب تک قناعت نہیں اختیار کرتی یعنی اپنے حرص کا جب تک مُنہ بند نہیں کرتی اس میں موتی نہیں بنتا۔

حدیث مذکور میں اسلام کی نعمت کے بعد قناعت کے ذکر سے اُمّت کو یہ تعلیم دی گئی کہ قناعت سے وقت فارغ ہوتا ہے جو آخرت کی تیاری میں استعمال ہو کر فلاحِ اُخروی کا سبب بنتا ہے۔

آدمی کا مال صرف تین چیزیں ہیں

۱۰/۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّ مَالَهٗ مِنْ مَّالِهٖ ثَلٰثٌ مَّآ اَکَلَ فَاَفْنٰی اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی اَوْ اَعْطٰی فَاقْتَنٰی وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

۱؎ کتابُ الزُّھد صہ ۴۰۷، ج۲

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ انسان اپنے مال کو فخر سے کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا مال اس کے جمع شدہ مال سے صرف تین چیزیں ہیں ایک تو جو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا۔ دوسرے وہ جو اس نے پہن لیا اور پرانا کر کے پھاڑ دیا اور تیسرے وہ جو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور ذخیرۂ آخرت بنالیا۔ ان تینوں چیزوں کے علاوہ جو مال اس کا ہے وہ دوسروں کے لیے چھوڑنے والا ہے وہ اس کا نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے دنیا کی حقیقت کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ہم جس کو اپنا مال سمجھتے ہیں وہ صرف تین چیزیں ہیں پھر دوسروں کے لیے چھوڑنے کے لیے کیوں آخرت تباہ کریں۔

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ اولاد کی فکر میں اپنی آخرت تباہ نہ کرے اور نہ دل کو مشوش اور فکر مند کرے کیونکہ اولاد اگر نیک ہے تو خُدا خود ان کی مدد کرے گا اور اگر بُری ہے تو اس کی بُرائی میں اپنے کماتے ہوتے مال سے کیوں مدد کریں کہ مرنے کے بعد بھی گناہ ملے۔

قبر میں ساتھ جانے والی صرف ایک چیز ہے

۸/۱۱ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ یَّتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (بُخَارِیْ وَمُسْلِمٌ)[۱]

---

[۱] بُخاری: بَابُ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ص ۹٦٤، ج ۲، مُسلم: کِتَابُ الزُّھْدِ ص ٤۰۷، ج ۲

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میّت کے ساتھ قبرستان تین چیزیں جاتی ہیں اس کے اہل وعیال اور اس کا مال اور اس کے اعمال، دو چیزیں تو واپس آجاتی ہیں اہل وعیال اور مال اور صرف اعمال اس کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں مال سے مُراد غلام، لونڈی اور تکفین وتدفین کے لوازم ہیں۔

تشریح: صاحبِ مظاہرِ حق[1] لکھتے ہیں کہ القبر صندوق العمل۔ قبر عمل کا صندوق ہے۔

آدمی کا اصل مال کیا ہے؟

۹/۱۳ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَاُ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ قَالَ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ قَالَ وَھَلْ لَّکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْلَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْتَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ[2]

ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ رہے تھے (یعنی سورۃ الھٰکم التکاثر جس کے معنی یہ ہیں کہ اے لوگو تم اپنے مال کی زیادتی پر باہم فخر کرنے کے سبب آخرت کے خیال سے بے پروا ہو گئے ہو یعنی مال کی زیادتی پر فخر کرنے کی وجہ سے تمہارے

---

[1] مظاہرِ حق صہ ٦٨١، ج ٤ [2] مسلم: کتاب الزُّھْدِ صہ ٤٠٧، ج ٢

قلوب میں اندیشۂ آخرت باقی نہیں رہا ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا آدم کا بیٹا میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آدم کے بیٹے تیرے مال میں سے تجھ کو کچھ نہیں ملتا مگر صرف اتنا جتنا کہ تو نے کھایا اور خراب کر دیا پہنا اور پھاڑ ڈالا اور خیرات کر دیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ کیا (مسلم)

تشریح: آدمی مال کے بڑھانے کی فکر میں آخرت کے اعمال سے غافل ہو جاتا ہے جس کے سبب پردیس کا امیر اور وطن آخرت کا قلاّش اور مفلس ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا نادانی ہو سکتی ہے۔ حق تعالےٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

غنا کیا ہے؟

١/١٤ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۱)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا غنا (دولت مندی) اسباب و سامان کی زیادتی پر نہیں ہے بلکہ (حقیقی) غنا دل کی دولت مندی سے ہے (دل غنی ہونا چاہیے مال ہو یا نہ ہو)

---

۱ بُخاری: بَابُ الغِنٰی غِنَی النَّفْسِ صـ ٩٥٤، ج٢، مُسلم: بَابُ التَّحذِیرِ مِنَ الْاِغْتِرَارِ بِزِینَةِ الدُّنیَا صـ ٣٣٦، ج١

تشریح: اور دل کی مالداری حاصل ہوتی ہے تعلق مع اللہ کی برکت سے۔ جب بندہ خدا کا مقرب ہوجاتا ہے تو خالقِ کائنات کے قرب کی دولت کے سامنے تمام کائنات کی شان وشوکت اسے بے قدر اور ہیچ دکھائی دیتی ہے۔ جس طرح ستاروں کی روشنی اور ان کی کثرت ایک آفتاب عالمتاب کے سامنے کالعدم ہوجاتی ہے۔

١ چوں سُلطان عزت علم بر کشد
جہاں سر بجیب عدم در کشد

٢ اگر آفتاب است یک ذرہ نیست
وگر ہفت دریاست یک قطرہ نیست

ترجمہ: ١۔ جب وہ سلطان عزت یعنی حق سُبحانہ تعالےٰ اپنی جلالتِ شان کے ساتھ عارف کے قلب میں تجلیّاتِ قرب عطا کرتے ہیں تو عارف کو معیّتِ خاصہ الٰہیّہ کے انوار کے سامنے تمام جہان کالعدم معلوم ہوتا ہے اور بزبانِ حال وہ کہہ اُٹھتا ہے۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لَو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

ترجمہ: ۲؎ اگر آفتاب روشن ہے تو اس کے سامنے ایک ذرّہ روشن بے قدر ہے اور اگر ہفت دریا موجود ہے تو اس کے سامنے ایک قطرہ کیا حقیقت رکھتا ہے اور بندہ خدا کا مقرب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اتباعِ سُنّتِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اختیار کرتا ہے اور یہ توفیق عادتاً اہل اللہ اور مشائخ و مقبولانِ بارگاہِ حق کی صحبتِ طویلہ کے فیضان سے نصیب ہُوا کرتی ہے ؎

اُن سے ملنے کی ہے یہی اِک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر
نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اکبرؔ

صاحبِ مظاہرِ حق[1] نے لکھا ہے کہ جو شخص قانع اور راضی ہے بقدرِ ضرورت پر وہ غنی ہے اس سے جو حریص ہے اور زیادہ طلبی کے لیے بے سکون ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ تونگری بدل ست نہ بمال اور بزرگی بعقل ست نہ بسال۔ ترجمہ: تونگری دل سے ہے یعنی دل عالی ہمت اور عالی حوصلہ ہو تو وہ غنی ہے نہ کہ مال سے کوئی غنی ہوتا ہے اور بزرگی عقل سے ہوتی ہے نہ عمر کی زیادتی سے۔ اور بعضوں نے کہا کہ کمالات علمیہ و عملیہ سے نفس انسان کا غنی ہوتا ہے

---

[1] مظاهر حق: صـ ۲۸۲، ج٤

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اور صلحا کا ترکہ علم ہے اور فرعون قارون ہامان اور فجار کا ورثہ مال ہے۔ نظم[1]

اَرَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَّ لِلْاَعْدَآءِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ
وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَا یَزَالُ

ترجمہ ہم حق تعالےٰ کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہم کو علم دین عطا ہُوا اور دشمنوں کو مال پس تحقیق کہ مال عنقریب فنا ہونے والا ہے اور علم دین کی دولت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ اہم نصیحتیں

11/15 وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمٰتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُّؤْمِنًا وَّاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُّسْلِمًا وَّلَا تُكْثِرِ

[1] مرقاۃ: صـ ٢٤، ج ٩

الضِّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ[1] ۔

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کون ہے جو مجھ سے ان احکام کو لے جائے اور ان پر عمل کرے یا اس شخص کو سکھائے جو اس پر عمل کرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں، آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح پانچ باتیں گنوائیں یعنی فرمایا :

۱/ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا جن کو خدا نے حرام قرار دیا ہے اگر تو ان سے بچے گا تو تیرا شمار بہترین عبادت گذار لوگوں میں ہوگا۔

۲/ جو چیز خدا نے تیری قسمت میں لکھ دی ہے اس پر راضی اور شاکر رہ اگر تو ایسا کرے گا تو دنیا کے غنی ترین لوگوں میں تیرا شمار ہوگا۔

۳/ اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کر اگر تو ایسا کرے گا تو مومن کامل ہوگا۔

۴/ جو چیز تو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کے لیے بھی پسند کر اگر ایسا کرے گا تو کامل مسلمان ہوگا۔

۵/ اور زیادہ نہ ہنس اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے (احمد و ترمذی)

تشریح : حدیثِ مذکور سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے جن اعمال کو ہمارے اوپر حرام فرمایا ہے ان سے احتیاط کرنے والا بہترین عبادت گذاروں میں

---

[1] رَوَاهُ اَحْمَدُ ص ۴۱۵، ج ۲، رقم حدیث (۸۱۱۵)، ترمذی ابوابُ الزُّھد ص ۵۶، ج ۲

شمار ہوگا۔ اس سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو نوافل اور تسبیحات اور وظائف کا تو اہتمام کرتے ہیں مگر گھروں میں تصاویر لگانے اور پائجامے ٹخنے سے نیچے کرنے اور داڑھی کٹانے یا منڈانے سے احتیاط نہیں کرتے اور اسی طرح جھوٹ، غیبت، بدنگاہی، رشوت، تکبر وغیرہ، محرّمات سے نہیں بچتے محارم سے مُراد نافرمانی کرنا حکمِ شرع کی اور ترک کرنا اعمالِ ضروریہ کا۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ قضا نمازوں کو ادا نہیں کرتے اور نوافل اور وظیفوں میں بہت مشغول نظر آتے ہیں اور فقراء کو خوب خیرات کرتے ہیں اور خوب مساجد میں چندہ دیتے ہیں۔ نفل کی تو فکر اور فرض سے غفلت کس درجہ نادانی ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم بے عمل کو بھی امر بالمعروف جائز ہے

(مظاہرِ حق صـ ۶۸۳-۶۸۴، ج ۴)

دنیا میں چین، آرام اور سکون کب ملے گا؟

۱۲/۱۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِبْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالٰے فرماتا ہے آدم کے

[1] مسند احمد: صـ ۴۷۵، ج۲ رقم حدیث (۸۷۱۷) ابنِ ماجہ: بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا صـ ۳۱۲

بیٹے میری عبادت کے لیے تو اپنے دل کو اچھی طرح مطمئن اور فارغ کرلے میں تیرے دل میں غنیٰ (بے پرواہی) بھردوں گا اور فقر و احتیاج کے سوراخوں کو بند کردوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو (دُنیا کے) مشاغل سے بھردوں گا اور تیرے فقر و افلاس کے سُوراخوں کو بھی بند نہ کروں گا۔ (احمد۔ ابن ماجہ)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دنیا میں چین اور آرام اور سکون والی زندگی اسی وقت مل سکتی ہے جب بندہ اپنے مولیٰ کی عبادت کے لیے وقت کو فارغ کرے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو دنیا کی ہوس اور فکر سے ہر وقت اس کی زندگی تلخ رہے گی اور ملے گا اتنا ہی جتنا قسمت میں ہے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

۱۳/۱۸ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهُ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا[1]

ترجمہ: حضرت عمرو بن اودی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے

---

[1] بیہقی فِی شُعَبِ الإِیُمَانِ صـ ۲٦۳، ج۷، رقم (۱۰۲٤۸) والترمذی بحوالة مشکوٰة، کتاب الرقاق صـ ٤٤۱، ج۲

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت[1] فرماتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت شمار کرو۔

۱/ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔

۲/ بیماری سے پہلے صحت کو۔

۳/ افلاس سے پہلے خوش حالی کو۔

۴/ مشاغل سے پہلے فراغت کو۔

۵/ موت سے پہلے زندگی کو۔ (ترمذی)

تشریح : غنیمت شمار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو لہو ولعب اور فضول غیر مفید کاموں میں ضائع نہ کیا جاوے یعنی اپنی جوانی صحت، خوش حالی۔ فراغ اور زندگی کی نعمت کو قبل اس کے کہ بڑھاپا۔ بیماری۔ افلاس ۔مشاغل۔ موت ان نعمتوں کو ہم سے چھین لیں" ان لمحات میں اعمالِ صالحہ سے آخرت کا ذخیرہ کر لیا جاوے۔ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں عبادت کو بھی دل چاہے گا تو جوانی جیسی طاقت کہاں سے لائے گا اسی طرح اگرچہ بیماری میں زیادہ خدا یاد آتا ہے لیکن عبادت کی طاقت نہیں رہتی۔ دل کی حسرت دل میں رہے گی۔ اسی طرح افلاس میں دل تو معاش کی فکر میں مبتلا رہے گا۔خدا کی عبادت کی فرصت کو دل ترسے گا۔ اسی طرح مشاغل سے پہلے فراغ اور موت سے پہلے زندگی کی نعمت کو قیاس کر لیا جاوے۔

---

[1] والحاکم فی المستدرک صـ ۳۰۶، ج ٤، شرح السنة صـ ٤٧٦-٢٧٧، ج٧ رقم (٣٩١٦)

آخرت کی تیاری سے غافل نہ ہونے کی ترغیب

۱۹/۱۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا غِنًى مُّطْغِيًا اَوْ فَقْرًا مُّنْسِيًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَآئِبٍ يُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ۱؎

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص دولت مندی اور تونگری کا انتظار کرتا رہتا ہے جو گنہ گار کرنے والی ہے یا افلاس کا انتظار کرتا رہتا ہے جو خُدا کو بُھلا دینے والا ہے (دولت کی قدر نہ کرکے اس کو ضائع کر دینا گویا افلاس کا انتظار کرنا ہے) یا بیماری کا انتظار کرتا ہے (یعنی صحت کی قدر نہ کرنے کے سبب) جو بدن کو خراب و تباہ کر دینے والی ہے یا بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے جو بدحواس و بے عقل بنا دیتا ہے یا موت کا انتظار کرتا رہتا ہے جو ناگہاں اور جلد آنے والی ہے یا دجّال کا انتظار کرتا ہے جو بُرا غائب ہے اور جس کا انتظار کرتا رہتا ہے یا قیامت کا انتظار کرتا ہے جو سخت ترین اور تلخ ترین حوادث میں سے ہے۔ (ترمذی ونسائی)

۱؎ ترمذی: بابُ مَاجَاءَ فِی الْمُبَادَرَةِ بالْعَمَلِ صـ ٥٦-٥٧، ج٢، والنسائی بحوالة مشكوٰة كتاب الرقاق صـ ٤٤١، ج٢، والبيهقی فی شعب الايمان صـ ٣٦٧، ج٧ رقم (١٠٥٧٢) والحاكم فی المستدرك ٣٢٠/٤-٣٢١ وشرح السنَة صـ ٢٧٧، ج٧ رقم (٨٣٩١٧)

تشریح: یعنی اس انتظار اور آج کل کے وعدوں میں انسان آخرت کی تیاری سے غافل رہتا ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ اور طاعات کے لیے سکون اور اطمینان کا انتظار نہ کرو۔ جس حالت میں بھی ہو فوراً خدا کی یاد میں لگ جاؤ کہ یادِ خدا ہی سے تو اطمینان نصیب ہوگا اور تم یادِ خدا کو اطمینان کے انتظار میں موقوف کیے ہوئے ہو۔ یہ کس درجہ نادانی ہے۔ ذکر ہر حالت میں مفید ہے خواہ تشویش قلب کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو ؎

گفت قطب شیخ گنگوہی رشید

ذکر را یابی بہ ہر حالت مفید

ترجمہ: یہ احقر کی مثنوی کا شعر ہے مطلب یہ ہے کہ مولانا رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے کہ ذکر کو خواہ سکون میں ہو یا بے سکون ہر حالت میں مفید پاؤ گے۔

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ماضی و مستقبلت پردہ خداست

یعنی سالک کو ماضی کا غم اور مستقبل کا اندیشہ اصلاح حال سے محروم کر دیتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ماضی کے گناہوں سے ایک دل سے توبہ کر کے پھر بار بار اسی کی یاد میں نہ لگا

رہے۔ بندہ خدا کی یاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ گناہوں کی یاد کے لیے اسی طرح مستقبل کا اندیشہ کہ جب پھر گناہ ہو جاتے گا تو اس توبہ سے فائدہ ہی کیا۔ یہ سب باتیں اللہ تعالےٰ کی راہ میں حجاب ہیں۔ آئندہ کے لیے صرف پختہ ارادہ گناہ نہ کرنے کا کافی ہے اور اگر ہو گیا تو پھر توبہ سے اس کی تلافی کا راستہ ہے خلاصہ یہ کہ آئندہ کا انتظار کہ کیا ہو گا نہ چاہیئے جس حالت میں سانس لے رہا ہے اس سانس کو اعمالِ صالحہ میں لگاتے اور گناہوں سے بچاتے حال کو درست رکھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے ۔

نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

اعمال کو کل پر ٹالنا خلاف طریق ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے راستہ کے اصول کے خلاف ہے۔ اس حدیث شریف میں اسی بیماری کا علاج ارشاد فرمایا گیا ہے کہ بعض لوگ مُفلس ہیں وہ مالداری کے انتظار میں اعمالِ آخرت کی طرف اپنے کو مشغول نہیں کرتے اور جو مالدار ہیں وہ اِفلاس کے انتظار میں ہیں یعنی دولت کو گناہوں یا فضول کاموں میں اُڑا رہے ہیں حالانکہ اس دولت سے ذخیرۂ آخرت کر سکتے تھے اسی طرح صحت کو نافرمانیوں یا غفلتوں میں ضائع کرتے ہیں گویا بیماری کا انتظار کر رہے ہیں آخرت کے کے اعمال کے لیے۔ اسی طرح جوانی کو رائیگاں کر رہے ہیں بڑھاپے کے انتظار میں اور زندگی کو ضائع کر رہے ہیں موت کے انتظار میں اور باقی مضمون کو اس تشریح پر قیاس کر لیا جاوے۔ انتظار کرنے کا عنوان ڈانٹ اور تنبیہ کے لیے ہے کہ غفلت کا پردہ چاک ہو۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی قیمت مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے

۱۵/۲۱ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةً۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ - تِرْمِذِی - اِبْنُ مَاجه)[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر دُنیا اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھّر کے پَر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

تشریح: چونکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر تھی اس لیے کفّار اور فجّار کو دنیا خوب دیتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً[2] الخ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے انسان کافر ہو جاتے تو کافروں کے گھروں کی چھت کو ہم چاندی کی کر دیتے۔

دنیا جب اس درجہ بے وقعت ہے پھر اس کے لیے اپنے مولیٰ اور مالک حق تعالیٰ شانہٗ کو ناراض کرنا کس درجہ نادانی ہوگی نیز اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ڈھیل دینے کے لیے دُنیا کی چند روزہ بہار دے دی ہے تو کافروں کی اس دُنیا کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا چاہیئے جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ[3] یہ دنیا جو کافروں

---

[1] ترمذی: بَابُ مَا جَآءَ فِی هوانِ الدُّنیَا عَلَی اللّٰه صـ ۵۸، ج۲، ابنِ ماجة: بَابُ مَثَلِ الدُّنیَا صـ ۳۱۲ واحمد بحواله مشکوٰة صـ ۴۴۱، ج۲ [2] سورة الزخرف، پاره ۲۵، آیت ۳۳ [3] سورة آل عمران: پاره۴، آیت ۱۹۷

کے پاس ہے چند روزہ بہار ہے پھر انجام کار ان کا ٹھکانا جہنّم ہے ۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ یہ دنیا جو کافروں کے پاس ہے وہ نعمت نہیں ہے بلکہ عذاب ہے لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا[1] تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی دُنیا سے ان کی دنیاوی زندگی میں۔

اگر بادشاہ پھانسی کے ملزم کو ایک ماہ کے لیے مہلت دے اور اس مہلت کے زمانے میں خوب اس کو سامانِ عیش دیدے تو کیا کوئی عقل مند اس کے عیش پر لالچ کر سکتا ہے۔ بادشاہ ہارون رشید کے صاحبزادے نے جو انتہائی زاہدانہ زندگی کی حالت میں دُنیا سے رخصت ہو رہا تھا یہ دو شعر اپنے رفیق ابو عامر بصری کو بطور وصیت کے سُنائے تھے ؎

يَا صَاحِبِيْ لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ
فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيْمُ يَزُوْلُ
فَاِذَا حَمَلْتَ اِلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً
فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ

ترجمہ : اے ساتھی دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ عمر ایک دن ختم ہونے والی ہے اور نعمتیں تم سے ختم یا جُدا ہونے والی ہیں۔
اور جب تم کسی جنازہ کو قبرستان لے جا رہے ہو تو یقین کر لینا کہ تم آج اُٹھانے والے ہو اور کل تم اٹھائے جاؤ گے۔

---

[1] سُورۃ التوبَۃ: پارہ ۱۰، آیت ۵۵

نظیر اکبر آبادی کے دو شعر بھی عجیب عبرت ناک ہیں

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
معطّر بدن تھا مبیّض کفن تھا
جو قبرِ کہن ان کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

جائیداد میں حد سے زیادہ انہماک اور غلو منع ہے

۱۶/۲۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوا الضَّیْعَۃَ فَتَرْغَبُوْا فِی الدُّنْیَا۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)[1]

ترجمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ ضیعت کو اپنے لیے ضروری ولازم نہ جانو کہ وہ دُنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جاتے۔

تشریح ضَیْعَت بِالْفَتْحِ حِرْفَۃُ الرَّجُلِ وَصَنَاعَتُہٗ (آدمی کا پیشہ اور صناعت) اور باغ وکھیتی اور گاؤں۔ مراد جائیداد ہے مطلب یہ ہے کہ جائیداد خریدنے اور بنانے میں اتنا غلو اور انہماک نہ کرے جس سے آخرت کی طرف سے غفلت اور بے پروائی پیدا ہونے لگے۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ) صاحب مظاہرِ حق[2] نے یہ شعر لکھا ہے

[1] ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ فِیْ هَمِّ الدُّنْیَا وَحُبِّهَا صـ ۵۹، ج۲ بیهقی صـ ۳۰۴، ج۷ رقم (۱۰۳۹۱)، شرح السنة صـ ۲۸۵، ج۷ رقم (۳۹۳۰) [2] مظاهرِ حق صـ ۶۸۹، ج۴، مرقاة صـ ۳۳، ج۹

گرت مال و جاہست زرع و تجارت
چوں دل با خدا ایست خلوت نشینی

ترجمہ: اگر جاہ اور مال اور کھیتی اور تجارت کے ہوتے ہُوتے دل اللہ کے ساتھ ہے تو یہ شخص خلوت نشین اور با خدا ہے اور اس کی یہ دنیا اس کی آخرت کے لیے مضر نہیں ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الْاٰيَةِ[1] اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ مردانِ خدا وہ ہیں جن کو بڑی سے بڑی تجارت اور نہ چھوٹی تجارت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے آخرت کے ہولناک مناظر کے خوف سے۔

باقی رہنے والی چیز کو اختیار کرنے اور فنا ہونے والی چیز چھوڑنے کی تلقین

۱۷/۲۳ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰی عَلٰی مَا يَفْنٰی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ[2]

ترجمہ: حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دُنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے (اس قدر محبوب رکھنا کہ اللہ کی محبت پر غالب آجاتے) وہ

---

[1] سورۃ النور: پارہ ۱۸، آیت ۳۷ [2] مسند احمد صـ ۵۰۴، ج۴ رقم (۱۹۷۲۰) بیہقی صـ ۲۸۸، ج۲ رقم (۱۰۳۳۷)، شرح السنۃ صـ ۲۸۶–۲۸۷، ج۷ رقم (۳۹۳۳)

اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو شخص اپنی آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے پس تم اس چیز کو اختیار کرلو جو باقی رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔

تشریح ہر عاقل دُنیا اور آخرت کی فکر اور تیاری اور محنت دونوں مقامات میں رہنے کے زمانے میں غور کر کے توازن قائم کرسکتا ہے کہ کہاں کتنا رہنا ہے۔ دنیا کی محبت مطلق مذموم نہیں بلکہ اس شرط سے دنیا کی محبت بُری ہے کہ وہ آخرت پر غالب آجائے۔ مثنوی شریف میں دنیا اور آخرت کے امتزاج کو اس طرح سمجھایا گیا ہے ؎

آب اندر زیر کشتی پشتی ست
آب در کشتی ہلاک کشتی ست (رومی)

ترجمہ اگر پانی کشتی کے نیچے رہے تو کشتی کے چلنے کا وہی ذریعہ بھی ہوتا ہے اور اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہوجاوے تو اس کو ڈبونے کا بھی وہی ذریعہ بنتا ہے۔ پس دنیا اگر آخرت کی کشتی کے نیچے رہے تو وہی دنیا دین کی مددگار بن جاتی ہے اور اگر دُنیا کی محبت دل کے اندر گھس جاوے (یعنی آخرت کی کشتی کے اندر) تو آخرت کو تباہ کر دیتی ہے۔

درہم و دینار کے بندے پر لعنت کا مفہوم

۱۸/۲۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [۱]

---

[۱] ترمذی: ابواب الزُّھدِ صہ ۶۲، ج۲

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کی گئی درہم و دینار کے بندہ پر۔

تشریح: درہم اور دینار کے بندہ پر لعنت سے مُراد یہ ہے کہ بندہ مال و زر دولت سمیٹنے کی خاطر نماز، روزہ اور جملہ اعمالِ خیر سے غفلت اور حلال وحرام کی پروا نہ کرنے کے سبب حق تعالےٰ کی رحمت سے دُور ہوجاتا ہے۔ ورنہ اگر تقویٰ کے ساتھ دولت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ كَمَا هُوَ فِي الْحَدِيْثِ بِرِوَايَةِ اَحْمَدَ لَابَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ[2] مالداری مضر نہیں اس کے لیے جو اللہ تبارک و تعالےٰ سے ڈرتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل صوفیا جو متقی مالداروں کو بھی دنیادار سمجھتے ہیں اور اُن کو کسبِ معاش سے روکتے ہیں سخت غلطی پر ہیں حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

کسبِ دُنیا تو کر ہوس کم کر کی
اس پہ تو دین کو مقدم کر

جاہ و دولت کی حرص کا نقصان

۱۹/۲۵ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ

[1] سنن ابن ماجه: كتاب التجارات سند احمد بن حنبل: حديث معاذ بن عبدالله

حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ [1]

ترجمہ: حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرص جاہ و دولت پر دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

تشریح: انسان کو عزت اور مال کی لالچ اللہ تعالےٰ سے غافل کر دیتی ہے اور جس شخص کا بھی دین تباہ ہوا ہے اگر اس کی تحقیق کی جاوے تو یہی دو سبب نکلیں گے۔ عزازیل کی گمراہی کا سبب عزت کی حرص تھی حُبِّ جاہ نے سجدۂ آدم علیہ السلام سے اس کو روک دیا اور شیطان ہو گیا۔ قارون کو اس کے حرصِ مال نے گمراہ کیا ان دونوں بیماریوں کا علاج بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضری اور ان سے اپنے حالات کی اطلاع کر کے اُن کے ارشادات اور ہدایات پر کچھ مدّت تک عمل کرنا ہے اور جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اور سنّت کی اتباع نہ کرتا ہو اس کو بزرگ سمجھنا بھی گمراہی اور گناہ ہے۔

خدا اور بندگانِ خدا کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

۳۱/۲٠ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

[1] ترمذی: ابواب الزُّہد صہ ٦٢، ج٢، دارمی صح ٢٤٢، ج٢ رقم (٢٣٣٠)، شرح السنّة صہ ٢٩٩، ج٧، رقم (٣٩٤٩)

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَآ اَنَا عَمِلْتُہٗ اَحَبَّنِیَ اللہُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ ازْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبُّکَ اللہُ وَازْھَدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ [1]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتایئے کہ میں جب اس کو کروں تو خدا اور خدا کے بندے مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دُنیا کی طرف رغبت نہ کر خدا تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کر جو لوگوں کے پاس ہے یعنی جاہ و دولت، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

تشریح: بزرگوں نے لکھا ہے کہ حق تعالےٰ کے راستے کا پہلا قدم زہد یعنی دُنیا سے بے رغبتی ہے ــ پس جس کو حق تعالےٰ شانہٗ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے دل کو دنیا سے اُچاٹ (بے رغبت) کردیتے ہیں ــ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دُنیا ترک کردیتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دُنیا اس کے گرد و پیش ہوتی ہے اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ دل اللہ تعالےٰ کے لیے خاص کردیتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ ایمان نام ہے اللہ تعالےٰ کو دل دے دینا اور اسلام نام ہے اللہ تعالےٰ کو جسم دے دینا یعنی جسم کو احکامِ شرع کے تابع کردینا اور جو اللہ تعالےٰ کا خاص ہوجاتا ہے وہ

---

[1] یہ روایت اِن الفاظ کے ساتھ ترمذی میں نہیں۔ مرقاۃ: صـ ۴۱، ج۹، ابنِ ماجہ: بَابُ الزُّھْدِ فِی الدُّنْیَا صـ ۳۱۱، شرح السُّنَّۃ صـ ۲۸۶، ج۷ رقم (۳۹۳۲)

لوگوں کی جاہ اور دولت سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ جس کے سبب محبوب عند الخالق ہو جاتا ہے اور عند الخلق بھی۔ صاحبِ مظاہرِ حق لکھتے ہیں کہ زہد کامل یہ ہے کہ دُنیا پاس ہو اور پھر بھی اس کی طرف رغبت نہ کرے۔ حضرت علامہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا یا زاہد۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں زاہد نہیں ہوں زاہد تو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ تھے کہ دُنیا اُن کے پاس چلی آتی تھی اور وہ دُنیا کو منہ نہ لگاتے تھے اور ہم کس چیز میں زہد کریں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب

۳۲/۲۱ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَسَدِہٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَّبْسُطَ لَکَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ مَالِیْ وَ لِلدُّنْیَا وَمَآ اَنَا وَالدُّنْیَآ اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔[۲]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بوریئے پر سوئے۔ سوکر اُٹھے تو آپ کے جسم پر بوریئے کے نشان تھے ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ہم کو حکم دے دیتے تو ہم آپ کے لیے

---

[۱] مظاہرِ حق صـ ۶۹۴، ج ۴، مرقاة: صـ ۴۱، ج ۹ [۲] مسند احمد صـ ۵۰۸، ج ۱ رقم (۳۷۰۸)، ابنِ ماجة، بَابُ مَثَلِ الدُّنْیا صـ ۳۱۲، ترمذی: ابوابُ الزُّھدِ صـ ۶۳، ج ۲

فرش بچھا دیتے اور کپڑے بنا دیتے۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب۔ میری اور دُنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو کر سایہ سے فائدہ اٹھالے اور پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ جاتے۔

تشریح: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں اگر "ما" نفی کے لیے ہے تو مفہوم یہ ہو گا کہ نہیں ہے مجھے اُلفت دُنیا سے اور نہ دُنیا کو مجھ سے کہ میں رغبت کروں دُنیا کی طرف یا جمع کروں دُنیا کو اور اگر "ما" استفہامیہ ہے تو مفہومِ حدیث یہ ہو گا کہ وہ کیا شے ہے جس کے سبب میں دُنیا سے محبت اور الفت کروں یا دُنیا مجھ سے کرے کیوں کہ میں طالب الآخرۃ ہوں اور دُنیا آخرت کے لیے مثل سوتن کے ہے اور ضد ہے اس کی۔[1]

قابل رشک مؤمن کون ہے......؟

۲۲/۳۳ وَعَنْ اَبِیْٓ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَغْبَطُ اَوْلِیَآئِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَدَ بِیَدِہٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ

---

[1] مرقاۃ صہ ۴۲، ج۹

مَنِيَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ[1]۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک میرے دوستوں میں قابلِ رشک وہ مومن ہے جو نہایت سبک ہو دُنیا کے مال اور خیال سے اور خوش نصیب ہو نماز کے اعتبار سے یعنی اپنے پروردگار کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہو اور مخفی طریقہ پر طاعت الٰہی میں مشغول ہو۔ لوگوں میں گمنام ہو اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے اس کی روزی صرف کفایت کے درجہ کی ہو اسی پر وہ صابر اور قانع ہو۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے چٹکی بجائی اور پھر فرمایا جلدی کی گئی اس کی موت میں۔ کم ہیں اس کی رونے والی عورتیں اور حقیر ہے میراث اس کی۔

تشریح: ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ سبکسار مردم سبکتر روند۔ ہلکے پھلکے آدمی جو سامانِ سفر زیادہ نہ رکھتے ہوں بآسانی سفر ہلکے پھلکے طے کرتے ہیں۔ پس انسان دُنیا میں مسافر ہے۔ جس قدر اسباب اور تعلقات کے بوجھ سے ہلکا ہوگا۔ آخرت کے اعمال کے لیے وقت فارغ ہوگا اور روح بھی آسانی سے نکلے گی اور انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے جاہ اور شہرت کا ارادہ نہ کرے اور نہ امتیازی شان بنائے اس کے باوجود اگر حق تعالےٰ شانہ، جاہ اور شہرت عطا فرما دیں تو وہ مضر نہیں بلکہ اشاعتِ دین میں معین ہے (از ملفوظاتِ حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

[1] مسند احمد صـ ۳۰۱–۳۰۲، ج۵، رقم (۲۲۲۵۹) ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ فِی الْکِفَافِ۔ ابنِ ماجہ: بَابُ مَنْ لَا یُوبہ لہ صـ ۳۱۳ وَالصَّبْرِ عَلَیْهِ صـ ۶۰، ج۲

فقر اور قناعت کی تعلیم

۳۵/۲۳ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِيَجْعَلَ لِیْ بَطْحَآءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَّاَجُوْعُ يَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُّكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگ ریزوں کو سونا بنا دے میں نے عرض کیا نہیں اے پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں جب میں بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی وزاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیری تعریف اور تیرا شکر کروں۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اُمّت کے لیے فقر اور قناعت کی تعلیم ہے اور یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ فقر افضل ہے غنا سے۔[2]

اُمت کا فتنہ (یعنی آزمائش) مال ہے

۳۹/۲۴ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَّفِتْنَةُ اُمَّتِیْ الْمَالُ

---

[1] مسند احمد صـ ۳۰۰، ج۵ رقم (۲۲۲۵۲)، ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ فِی الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ صـ ۶۰، ج۲

[2] مظاہر حق: ۶۹۷-۶۹۸، ج۴)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ (ترمذی : بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ فِتْنَةَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِي الْمَالِ ص۵۹، ج۲)

ترجمہ : حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ ہر قوم اور ہر اُمّت کے لیے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم خدا کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری اُمّت کا فتنہ (یعنی خدا کی آزمائش) مال ہے۔

تشریح : یعنی اللہ تعالٰی میری اُمّت کو مال اس لیے دیتے ہیں کہ امتحان کریں بندوں کا کہ مال داری میں دین پر قائم رہتے ہیں یا نہیں۔ (مظاہر حق: ص۱۰۷، ج۴)

نعمتِ حقیقی کیا ہے؟

۲۵/۴۰ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْۤ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗۤ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْۤ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهٗ ۔

(ترمذی : ابوابُ صِفَةِ الْقِيٰمَةِ ص۶۸، ج۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم کا بیٹا قیامت کے دن (اس طرح) لایا جائے گا گویا کہ بکری کا بچہ ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی تھی۔ مَیں نے تجھ کو لونڈی غلام اور مال و دولت دیا تھا اور میں نے تجھ پر انعام کیا تھا (یعنی کتاب اور اپنے رسول تیری ہدایت کے لیے بھیجے تھے) پس تو نے کیا کام کیا۔ آدمی کہے گا اے پروردگار مَیں نے مال کو جمع کیا اس کو تجارت وغیرہ سے بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں اس کو چھوڑ آیا جتنا کہ وہ تھا۔ مجھ کو دنیا میں پھر بھیج دے کہ مَیں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں (یعنی دُنیا میں جاکر اس کو خیرات کردوں) پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ جو مال کہ تو نے آگے بھیج دیا ہے (یعنی آخرت کے لیے) اس کو دکھلا وہ جواب میں کہے گا اے پروردگار میں نے مال کو جمع کیا بڑھایا اور اس سے زیادہ تعداد میں دُنیا کے اندر چھوڑ آیا جتنا کہ وہ تھا تو مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں۔ آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہوگا جس نے آخرت میں کچھ ذخیرہ نہ کیا ہوگا اور اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔

تشریح: پس معلوم ہوا کہ نعمتِ حقیقی وہ ہے جو آخرت کی سعادت اور کامیابی کا سبب بن جاوے اور جس نعمت کے غلط استعمال سے آخرت تباہ ہو تو وہ نعمت اس کے حق میں نعمت نہیں اس کو نعمت سمجھنا غلط ہے (مظاہر حق[1])

[1] مظاہر حق ص ۷۰۲ - ۷۰۳ ج ۴

روزِ قیامت نعمتوں کے متعلق پہلا سوال

۲۶/۴۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْئَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1]

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بندہ سے نعمتوں کے متعلق جو پہلا سوال کیا جائے گا وہ یہ ہوگا کیا ہم نے تجھ کو صحت عطا نہیں کی اور ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب نہیں کیا۔

تشریح : صحت اور ٹھنڈا پانی بڑی نعمت ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں اشرف علی! پانی جب پیا کرو ٹھنڈا پیا کرو کہ ہر بُن مو سے شکر نکلتا ہے۔ ایک بادشاہ جنگل میں پیاسا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ یا بزرگ بھیجا انہوں نے کہا ایک پیالہ پانی دوں گا کیا انعام دوگے۔ بادشاہ نے کہا آدھی سلطنت دوں گا۔ ایک پیالہ پانی پینے کے بعد پھر اس کا پیشاب رُک گیا اس نے کہا میں علاج کروں گا کیا دوگے بادشاہ نے کہا بقیہ آدھی سلطنت دوں گا۔ پھر جب علاج کر دیا تو کہا کہ لے اپنا ملک اور اپنی سلطنت کی قیمت پہچان لے اور اب غرور نہ کرنا۔ (مظاہر حق میں یہ حکایت لکھی ہے) (مظاہر حق ص۲۰۷-۲۰۲، ج ۴)

---

[1] ترمذی: ابوابُ التَّفْسِیْر، من سُوْرَةِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر ص۱۷۳، ج ۲

روزِ قیامت ہر شخص سے پانچ سوالات

۲۷/۴۲ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ
عَنْ عُمُرِہٖ [1] فِیْمَآ اَفْنَاہُ وَعَنْ شَبَابِہٖ [2] فِیْمَآ اَبْلَاہُ وَعَنْ مَّالِہٖ [3]
مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَآ اَنْفَقَہٗ [4] وَمَا ذَا عَمِلَ [5] فِیْمَا عَلِمَ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ [1]۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنبش میں نہ آئیں گے جب تک اس سے یہ پانچ باتیں دریافت نہ کرلی جائیں گی۔ اس سے پوچھا جاتے گا کہ اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا۔ اپنی جوانی کس کام میں ختم کی۔ مال کیونکر کمایا اور کیونکر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا۔

تشریح: حضرت [2] ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا" اے عویمر کیا حال ہو گا تیرا جب قیامت کے دن کہا جاوے گا کہ تو عالم تھا یا جاہل پس اگر کہے گا کہ عالم، تو کہا جاوے گا کہ کیا عمل کیا۔ اور اگر کہے گا جاہل تو کہا جاوے گا کہ علم کیوں نہیں سیکھا [3]۔ (مظاہر حق)

---

۱ ترمذی: ابوابُ صِفَةِ الْقِیٰمَةِ ۲ مرقاة: ص۵۳، ج۹ ۳ مظاهرِ حق ص ۷۰۴، ج۴

دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت

۲۸/۴۳ عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا زَھِدَ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَآ اِلَّآ اَنْبَتَ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فِیْ قَلْبِہٖ وَاَنْطَقَ بِھَا لِسَانَہٗ وَبَصَّرَہٗ عَیْبَ الدُّنْیَا وَدَآءَھَا وَدَوَآءَھَا وَاَخْرَجَہٗ مِنْھَا سَالِمًا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(بیہقی ص ۳۴۶ - ۳۴۷، ج ۷ رقم: (۱۰۵۳۲)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جس بندہ نے دنیا میں زہد اختیار کیا (یعنی دُنیا سے بے رغبتی کی) اللہ تعالےٰ نے اس کے دل میں حکمت پیدا کی اور حکمت کے ساتھ اس کی زبان کو گویا کیا اور دنیا کے عیوب اور اس کی بیماریاں اور ان بیماریوں کا علاج اس کو دکھایا اور نکالا اس کو حق تعالےٰ نے دُنیا اور آفات سے سالم دار السلام کی طرف۔

تشریح: مشائخ اور بزرگانِ دین نے اسی حدیث کے پیشِ نظر فرمایا کہ زہد اللہ تعالےٰ کے راستے کا پہلا قدم ہے جس بندہ کو حق تعالےٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے دل کو دنیا سے اُچاٹ یعنی بے رغبت کر دیتے ہیں۔ اگر دُنیا کی کی بے ثباتی اور فنائیت اور بے وفائی سمجھ میں آجائے کہ کس طرح بادشاہوں کو بھی چند گز کفن میں لپیٹ کر قبر میں کس بے کسی کی حالت میں لٹا دیتے ہیں تو دل دُنیا سے کبھی نہ لگے اور اللہ ایسے بندہ کو اس بے رغبتی (زہد) کی بدولت دُنیا کے فتنوں سے محفوظ فرما کر جنت میں داخل کرتا ہے۔

گناہوں کے باوجود نعمتوں کا ملنا اللہ کی دی ہوئی ڈھیل ہے

۲۹/۴۵ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ مسند احمد ص ۱۷۹ - ۱۸۰ ج ۴ رقم: (۱۷۳۱۹)

ترجمہ : حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو باوجود اس کے گناہ کرنے کے اس کو دنیا کی محبوب ترین چیزیں عطا فرماتا ہے تو سمجھ لے کہ یہ استدراج ہے (یعنی ڈھیل ہے اور مہلت) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت[1] فرمائی :

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○

ترجمہ : یعنی جب کا اس نصیحت کو بھول گئے جو اُن کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ وہ ان دی ہوئی چیزوں پر خُوش ہو گئے پھر اچانک ہم نے عذاب میں گرفتار کر لیا اور وہ حیران رہ گئے ۔

تشریح : استدراج کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شے کو کسی شے تک آہستہ

---

[1] سُورۃ الانعام: پارہ ۷، آیت ۴۴

آہستہ پہنچا دینا جیسے سیڑھی کے بہت سے درجات ہوتے ہیں اور اُن پر قدم رکھتے رکھتے آدمی دوسری منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح جب گنہگار نافرمان اپنی نافرمانی اور گناہ سے توبہ نہ کرے اور اس پر اللہ تعالےٰ اس کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی بارش کرے اور یہ بے وقوف سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر نعمتوں کے دروازے کھول دیتے اور توبہ سے غفلت بڑھتی جاوے پھر اس کو اللہ تعالےٰ اچانک عذاب میں پکڑ لے تو اس کو اردو میں ڈھیل اور عربی میں استدراج کہتے ہیں۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الاعراف پارہ ۹، آیت ۱۸۲) حق تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم کافروں کو جہنم کی طرف آہستہ آہستہ اس طرح کھینچ رہے ہیں کہ ان کو اس کا علم نہیں ہے۔ (مرقات صد ۵۶-۵۷ ج ۹)

دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا

۳/۴۷ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَّمْشِىْ عَلَى الْمَآءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ صد ۳۲۳ ج ۷ رقم: (۱۰۴۵۷)

ترجمہ حضرت اَنس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے

فرمایا یہی حال دُنیا دار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

تشریح: مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ مالداروں کو دنیا کی محبت سے نہایت اہتمام اور فکر سے بچنا چاہیے اور آخرت کو اپنی دنیا پر ترجیح دینی چاہیئے اور دنیا سے بے رغبتی اگر نہ ہوگی تو گناہ سے بچنا ناممکن ہوگا۔ دنیا کی دولت کا یہی نقصان کیا کم ہے کہ فقرا۔ جنت میں اغنیاؔ سے (مالداروں سے) پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے عَافَانَا اللّٰہُ مِنْهَا بِكَرَمِهٖ وَفَضْلِهٖ۔ (مظاہرحق ص۱۱۱، ج۴، مرقات ص۶۰، ج۹)

ایک زاہد کی حکایت حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ گناہوں سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کی لوگوں نے کہا شہر کیوں نہیں آتا۔ کہا۔ بگفت آنجا پریرویاں بنغزند

چو گِل بسیار شد پیلاں بلغزند

زاہد نے کہا کہ شہر کیسے آؤں وہاں حسین حسین پری چہرہ والے نغمہ گاتے ہیں اور جب کیچڑ بہت زیادہ ہوجاتی ہے تو ہاتھی پھسل کر گر پڑتا ہے یعنی ایسے گندے ماحول میں انسان گناہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تنبیہ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ بال بچوں کے لیے شہر میں روزی کمانے کے لیے نہ جاوے مطلب یہ ہے کہ بدون سخت ضرورت ہرگز شہر نہ جاوے اور خلوت کو غنیمت سمجھے البتہ اگر ضروری کام سے جانا ہو۔ جب فارغ ہوجاوے فوراً اپنے گھر آجاوے اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت

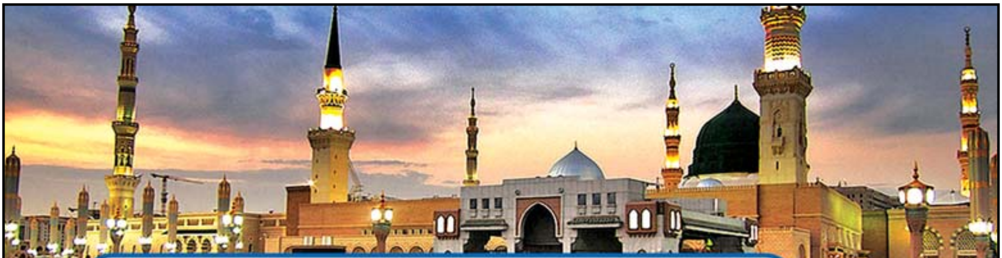

میں بیٹھ جاوے یا اللہ والوں کی کتاب کا مطالعہ کرنے لگے اور ذکر اللہ و تلاوت و نوافل پڑھے۔گندے ماحول کے اثرات ان مذکورہ تدبیروں سے ختم ہو جاتے ہیں اور اپنے دنیا کے کاموں کے وقت بھی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالٰے نور ہی نور پیدا ہوگا۔

حلال مال نیک نیت سے کمانے کی فضیلت اور بُری نیت سے کمانے کا عذاب

۴۹/۳۱ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْیًا عَلٰٓی اَهْلِهٖ تَعَطُّفًا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ وَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُّکَاثِرًا مُّفَاخِرًا مُّرَآئِیًا لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ - بیهقی صـ ۲۹۸، ج ۷، رقم (۱۰۳۷۴)، حلیة صـ ۲۱۵ ج ۸ -

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جو شخص جائز طور پر دنیا حاصل کرے سوال کی ذلت سے بچنے کے لیے، اہل وعیال پر خرچ کرنے کے لیے اور ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی نیت سے قیامت کے دن وہ اللہ تعالٰے سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا اور جو شخص جائز طور پر دُنیا حاصل کرے اس نیت سے کہ مال

زیادہ کرے اور اظہارِ فخر کرے اور لوگوں کو دکھاوے تو وہ اللہ تعالٰے سے اس حالت میں ملے گا کہ حق تعالٰے اس پر غضبناک ہوں گے۔

تشریح: جب مال زیادہ کرنے اور فخر کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے حلال طور پر کمانے والے کا یہ حشر ہوگا تو پھر حرام طور پر کمانے والوں کا کیا حشر ہوگا یا نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلّم نے اس لیے حرام کمانے والے کا تذکرہ نہیں فرمایا کہ یہ شیوہ اہل اسلام کا نہیں (مظاہر حق صد ۱۳، ج ۴)

عمارتوں میں حرام مال نہ لگانے کی تعلیم

۳۲/۵۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِی الْبُنْیَانِ فَاِنَّہٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ۔ بیہقی صد ۳۹۴ ج ۷، رقم: (۱۰۷۲۲)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام مال کو عمارتوں میں لگانے سے اپنے آپ کو بچاؤ حرام مال کا لگانا عمارتوں میں خرابی کی جڑ ہے

تشریح "خرابی کی جڑ ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی خرابی کی جڑ ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ عمارت کی خرابی مراد ہو اور بعض شرحوں میں یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ مکان بنانے کے بعد اس میں خدا کی نافرمانی نہ کرو اور جو عمارت کہ اس میں فسق (نافرمانی) ہو آخر کو خراب ہوتی ہے۔ (مظاہر حق صد ۱۵، ج ۴)

حدیث: ”دُنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں الخ“ کی تشریح

۳۳/۵۲ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا یَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

مسندِ احمد صد ۷۹، ج ۶ رقم (۲۴۴۷۳) بیہقی صد ۳۷۵، ج ۷ رقم (۱۰۶۳۸)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا اُس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دُنیا مال ہے اس شخص کا جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔

تشریح چونکہ دُنیا فانی ہے اور سکون کی زندگی دُنیا میں ممکن نہیں پس جس نے کہ دُنیا کو اپنا گھر سمجھا اور آخرت کو بھول گیا اس کا گھر آخرت میں نہیں رہا اور اگر مال کو بجائے حق تعالےٰ کی خوش نودی کی راہ میں صرف کرنے کے اپنی عیاشیوں اور نفسانی لذتوں میں صرف کیا تو اس کا مال صرف دنیا ہے آخرت میں اس کا حصہ کچھ نہ رہا اور بعض حواشی میں لکھا ہے کہ مرادِ حدیث یہ ہے کہ دُنیا کے گھر کو گھر نہ کہنا چاہیئے۔ یہاں کے مال کو مال نہ کہنا چاہیئے اس سبب سے کہ دُنیا فانی اور حقیر ہے اور مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دُنیا اس کا گھر ہے جس کے لیے آخرت میں گھر نہ ہو یعنی دنیا کو اپنا اصلی گھر سمجھ کر دُنیا کی زندگی سے مطمئن ہوگیا اور گمان کیا مال جمع کر کے، کہ یہ باقی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ

نے فرمایا : اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا (سُورۂ یونس پارہ ۱۱ آیت ۷) ترجمہ : بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کی ملاقات پر یقین نہیں رکھتے دُنیا کی زندگی سے خوش ہوگئے اور اسی (فانی) زندگی سے مطمئن ہوگئے اور فرمایا حق تعالےٰ نے کہ : یَحْسَبُ[۱] اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ (ترجمہ) بندہ گمان کرتا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا۔

خلاصہ یہ کہ دُنیا کا گھر اور دنیا کا مال اس قابل نہیں ہے کہ اس کو گھر اور مال کہا جاوے اور مقصد دُنیا کا رُتبہ گرانا ہے اس شخص کی نظر سے جس کے لیے آخرت قرارگاہ اور مال ہے۔ (مظاہر حق، صہ ۷۱۵-۷۱۶ ج ۴)

شراب پینا گناہوں کا مجموعہ اور عورتیں شیطان کا جال ہیں

۳۴/۵۳ وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهٖ اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَآءُ حَبَآئِلُ الشَّیْطٰنِ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَآءَ حَیْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ رَوَاهُ رُزَیْنٌ[۲] وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ مِنْهُ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ ۔ (بیهقی صہ ۳۳۸ ج ۷ رقم (۱۰۵۰۱)
رواہ رزین بحوالہ مشکوٰة صہ ۴۴۴، ج ۲)

---

۱ سُورة الهُمزة: پاره ۳۰، آیت ۳ ۲ ذَكَرَهُ رزین كَمَا فی "مُسنَدِ الشّهاب" (۲٦)

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور دُنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے (کیونکہ جو گناہ انسان کرتا ہے دنیا کی محبت کے سبب سے کرتا ہے) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ فرمایا عورتوں کو پیچھے ڈالو جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے عورتوں کو پیچھے ڈالا ۔

تشریح: دنیا کو جس شخص نے دوست رکھا اس کو کوئی ہدایت کا راستہ دکھانے والا ہدایت نہیں دے سکتا اور جس نے دُنیا کو دوست نہیں رکھا اس کو کوئی مُفسد گمراہ نہیں کر سکتا۔ دنیا کی محبت ہی سے تمام گناہ کیے جاتے ہیں ۔

عورتوں کو پیچھے ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کے ذکر کو مَردوں سے پیچھے رکھا ہے اسی طرح جماعت میں ان کو پیچھے رکھا اسی طرح گواہی میں اور فضل اور رُتبہ میں اللہ تعالےٰ نے ان کو مَردوں سے کم تر اور پیچھے رکھا پس حق تعالےٰ نے جن باتوں میں عورتوں کو پیچھے رکھا ہے ان باتوں میں ان کو آگے نہ کرو ۔

اور شراب گناہوں کا مجموعہ ہے اس کی تشریح میں حضرت عبدُاللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت مرفوعاً پیش ہے

اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ وَاَکْبَرُ الْکَبَآئِرِ مَنْ شَرِبَھَا وَقَعَ عَلٰٓی اُمِّہٖ

وَخَالَتِهٖ وَعَمَّتِهٖ ۔ الطبرانی فی "الکبیر" ۱۱/۱۳۷۲ والأوسط رقم (۳۱۵۰) الجامع الصغیر ص۲۵۲ ج ۲ رقم (۴۱۴۱)

ترجمہ: شراب جڑ ہے تمام بے حیائیوں کی اور بہت بڑا گناہ ہے تمام بڑے گناہوں سے جس نے شراب پی وہ جماع کرتا ہے اپنی ماں سے اور اپنی خالہ سے اور اپنی پھوپھی سے ۔

حکایت ہے کہ ایک شخص سے بُت کو سجدہ کرنے کے لیے کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو کسی کے قتل کو کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو زنا کے لیے کہا گیا اس نے انکار کیا پھر اس کو شراب کے لیے کہا گیا پس اس نے شراب پی لی پھر جب نشہ سے مست ہُوا تو اس نے سب وہ کام کر ڈالے جس سے اوپر انکار کیا تھا ۔

خلاصہ یہ کہ یہ تینوں گناہ شراب، عورت (اجنبیہ) حبِّ دُنیا ایسے سنگین ہیں کہ ان کے سبب بہت سے گناہوں میں آدمی مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو محفوظ فرماویں ۔ آمین

خواہشِ نفس اور درازیٔ عمر کی آرزو سے نجات کے طریقے

۳۵/۵۴ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَتَخَوَّفُ عَلٰٓی اُمَّتِی الْھَوٰی وَ طُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْھَوٰی فَیَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ وَھٰذِہِ الدُّنْیَا مُرْتَحِلَۃٌ ذَاھِبَۃٌ وَھٰذِہِ الْاٰخِرَۃُ

مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَّلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِی الدُّنْیَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّکُمُ الْیَوْمَ فِیْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِیْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعْبِ الْاِیْمَانِ ۔ ص ۳۷۰، ج ۷ رقم (۱۰۶۱۶)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جن سے مجھ کو اپنی اُمّت پر بڑا خوف ہے ایک تو خواہشِ نفس اور دوسرے درازیٔ عمر کی آرزو نفس کی خواہش حق بات قبول کرنے سے روکتی ہے اور درازیٔ عمر کی آرزو آخرت کو بُھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے اور آخرت آگے بڑھنے والی اور آنے والی ہے اور ان دونوں میں سے یعنی دُنیا اور آخرت سے ہر ایک کے بیٹے ہیں (یعنی تابع اور محکوم اور رغبت کرنے والے ہیں) اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دُنیا کے بیٹے نہ بن سکو تو ایسا کرو یعنی دُنیا کے بیٹے گری سے نکل جاؤ اور تابع اور غُلام دُنیا کے نہ بنو اور آج تم دار العمل (عمل کے گھر) میں ہو اور دُنیا میں عمل کا حساب نہیں لیا جاتا لیکن کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہیں ہے۔

تشریح: روایت[1] ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا اپنے اعمال کا حساب کرو قبل اس کے کہ قیامت کے دن تم سے حساب لیا جاوے

[1] ترمذی: ابُوَابُ صِفَةِ القِیٰمَةِ: صـ ٧٢، ج٢، شرح السّنة: صـ ٣٣٣، ج٦ رقم (٤٠١٢)

خواہشِ نفس اور درازی عمر کی آرزو یہ دو بڑے فتنے ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو آگاہ فرمایا کہ ان کے سبب انسان اعمالِ آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔

ان دونوں فتنوں سے نجات کے طریقے اور تدابیر جو دوسری احادیث شریفہ سے معلوم ہوتے ہیں یہ ہیں۔

۱/ تلاوتِ قرآنِ پاک میں ناغہ نہ کیا جاوے۔

۲/ موت کو کثرت سے یاد کیا جاوے اور روح نکلنے سے قبر کی تنہائی اور میدانِ حشر اور دوزخ کی آگ تک کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ گہری فکر سے سوچنا۔

۳/ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی صحبت میں کثرت سے حاضری دینا حدیث شریف[۱] وارد ہے کہ ہر شے کے لیے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن (خزانہ یا کان) اللہ کے پہچاننے والوں کے دل ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ ان کی صحبت سے تقویٰ کی نعمت حاصل ہوگی اور حق تعالیٰ شانہٗ نے کُوْنُوْا مَعَ[۲] الصّٰدِقِیْنَ کے حکم میں اسی صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت بیان فرمائی ہے۔ صادقین سے مُراد مشائخ اور بزرگانِ دین ہیں۔

---

[۱] ”لِکُلِّ شَیٍٔ مَعْدَنٌ، وَمَعْدَنُ التَّقْوٰی قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ“ الجامع الصغیر: ج۲، صـ ٤٤٩ رقم (۷۳۲۰)، شعب الایمان للبیھقی صـ ۱۵۹، ج٤ رقم (٤٦٥۱)، فیض القدیر: صـ ۳٦٥، ج٥ رقم (۷۳۲۰) مجمع الزوائد: صـ ٤۷٤، ج۱۰ رقم (۱۷۹٤٤) الطبرانی فی ”الکبیر“ رقم (۱۳۱۸٥) [۲] سُورۃ التوبۃ: پارہ۱۱، آیت ۱۱۹

آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو

٥٥/٣٦ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَّارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَّلِكُلٍّ وَّاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ: بَابٌ فِي الْأَمَلِ وَطُوْلِهٖ (ص ٩٤٩، ٩٥٠ ج ٢)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ دُنیا کوچ کیے ہوئے پشت ادھر کیے ہُوئے چلی جارہی ہے اور آخرت منہ ادھر کیے ہوئے چلی آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں (یعنی تابع اور غلام اور رغبت کرنے والے) پس تم آخرت کے بیٹے بنو یعنی چاہنے والے آخرت کے بنو اور دُنیا کے بیٹے نہ بنو۔ آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے وہاں کوئی عمل نہیں۔ (بخاری)

تشریح: یہ حدیث موقوف ہے اور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی مرفوع ہے اور مضمون دونوں کے واحد ہیں۔

"آخرت کے بیٹے بنو اور دُنیا کے بیٹے نہ بنو" کا مفہوم یہ ہے کہ جس دُنیا سے آخرت کا نقصان ہو اس کو ترک کردو۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ الآیۃ[1] حق تعالےٰ فرماتے ہیں اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے بغیر اپنے نفس کی خواہشات کی غلامی کرتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہُوا کہ دنیا کو مطلقاً چھوڑنا ماموراور مطلوب نہیں بلکہ جو نعمتیں حلال ہیں اور ان کے استعمال کی حق تعالےٰ نے اجازت دی ہے ان کے علاوہ حرام اور منع کی ہوئی لذتوں کو استعمال کرنا ممنوع اور واجب الترک ہے۔ اسی آیت سے رہبانیت کا بھی قلع قمع ہوتا ہے کیونکہ کافر اور مشرک ترک دُنیا کر کے اس طرح جوگی اور سادھو بنتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی ہدایت والی اجازت دی ہوئی نعمتوں کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا اس نیّت سے حاصل کی جاوے جس سے آخرت کے کاموں میں اعانت اور قوّت ہو۔ تو وہ دنیا بھی دین بن جاتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ مالدار تھے گھوڑے نوکر چاکر سب کچھ تھے ایک طالب علم مرید ہونے آیا یہ ٹھاٹ امیری دیکھ کر بدگمان ہُوا اور دل میں کہا ؎

نہ مرد آن ست کہ دُنیا دوست دارد

ترجمہ: مردِ کامل وہ نہیں ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے۔

رات کو خواب میں دیکھا کہ اس فقیر کو لوگ پکڑے ہوتے ہیں اور اپنا قرضہ مانگ رہے ہیں میدانِ حشر ہے یہ بزرگ گھوڑے پر سوار قریب سے

---

[1] سُورۃ القصص پارہ ۲۰، آیت ۵۰

گذرے ٹھہر گئے اور اس کا قرضہ ادا کیا اور فرمایا کہ فقیر کو تنگ نہیں کیا کرتے آنکھ کھلی نادم ہُوا۔ پھر حاضرِ خدمت ہوا۔ ان بزرگ کو بھی کشف سے اس کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا کیا مصرعہ پڑھا تھا۔ ندامت کے ساتھ عذر کیا۔ مگر اصرار پر پڑھنا پڑا ؎

نہ مرد آں ست دنیا دوست دارد

شیخ نے فرمایا اس میں دوسرا مصرعہ میری طرف سے لگا لو ؎

اگر دارد برائے دوست دارد

یعنی اللہ والے اگر دُنیا بھی رکھتے ہیں تو اپنے دوست یعنی اپنے مولیٰ ہی کے لیے رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نافرمانی کی راہ سے بچتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں یہ حدیث اس مضمون کی تائید کرتی ہے۔

لَابَأْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ[1] (احمد)

ترجمہ: نہیں مضر ہے مالداری اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ عزّوجلّ سے ڈرتا ہے پس دُنیا سانپ ہے اور تقویٰ اس کا منتر ہے اگر دُنیا کا سانپ پالنا ہے تو پہلے تقویٰ دل میں حاصل کرے ورنہ یہ سانپ ڈس لے گا۔

لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنے کی تلقین

۳۷/۵۶ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا وَبِجَنْبَتَیْھَا مَلَکَانِ یُنَادِیَانِ

[1] مسند احمد ص۴۳۵، ج ۵ رقم (۲۳۲۲۰)

يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَاَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَّا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى رَوَاهُمَا اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ ۔

(حلیة ۹/ ۶۰ ، مجمع الزوائد ۳/ ۱۲۵ ، حاکم ۲/ ۴۴۵ ، شرح السّنّة صـ۲۹۲ ج ۷ ، رقم (۳۹۴۰)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے اور مخلوقات کو سناتے ہیں ان کے پکارنے کی آواز کو ساری مخلوق سنتی ہے مگر جن اور انسان نہیں سنتے (وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ) اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور جان لو کہ جو مال کم ہو اور کافی ہو اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو ولعب میں ڈالے یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت سے باز رکھے۔

تشریح: جنّ اور انسان نہیں سنتے تاکہ ایمان بالغیب کا اجر ان کے لیے ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی تنبیہ ان کے لیے کافی ووافی ہے۔

نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کا سبق

۳۸/۵۷ وَعَنْ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَّاكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ اَجَلٌ صَادِقٌ وَّيَقْضِيْ فِيْهَا

مَلِكٌ قَادِرٌ اَلَا وَاِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَلَا وَاِنَّ الشَّرَّ كُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي النَّارِ اَلَا فَاعْمَلُوْا وَاَنْتُمْ مِّنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُعْرَضُوْنَ عَلٰٓى اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ۔ رقم (۴۲۹)

ترجمہ حضرت عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا خبردار دنیا ایک غیر قائم پونجی ہے اس میں سے نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی اور آخرت ایک مدت ہے سچی یعنی متحقق و ثابت اور آخرت میں ہر قسم کی قدرت رکھنے والا بادشاہ حکم اور فیصلہ کرے گا خبردار تمام بھلائیاں اپنی انواع واقسام کے ساتھ جنت میں ہیں خبردار تمام بُرائیاں اپنی انواع واقسام کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔ پس تم عمل کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اور اس بات کو یاد رکھو کہ تم کو تمہارے اعمال کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش کیا جاوے گا۔ پس جو شخص ذرہ برابر نیک کام کرتا ہے وہ اس کی جزا۔ پائے گا اور جو شخص ذرہ برابر بُرا کام کرتا ہے وہ اس کی سزا پائے گا۔

تشریح: اس حدیث شریف سے آخرت کی فکر اور اعمالِ صالحہ کرنے اور اعمالِ سیئہ سے بچنے کا اہتمام کرنے کا سبق اُمّت کو دیا گیا ہے۔

الله رسول محمد

صلى الله عليه وسلم

کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

۳۹/۵۸ وَعَنْ مَّالِكٍ اَنَّ لُقْمٰنَ قَالَ لِابْنِہٖ یَا بُنَیَّ اِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَیْھِمْ مَّا یُوْعَدُوْنَ وَھُمْ اِلَی الْاٰخِرَۃِ سِرَاعًا یَّذْھَبُوْنَ وَاِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْیَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْاٰخِرَۃَ وَاِنَّ دَارًا تَسِیْرُ اِلَیْھَا اَقْرَبُ اِلَیْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْھَا

رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۴۵ ج ۲

ترجمہ: حضرت مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے! جس چیز کا وعدہ لوگوں سے کیا گیا ہے (یعنی مُردوں کا زندہ کر کے اُٹھایا جانا حساب کتاب عذاب و ثواب وغیرہ) اس پر کافی مدّت گذر چکی ہے (یعنی آفرینشِ دُنیا سے آج کے دن تک) حالانکہ لوگ آخرت کی طرف تیزی سے چلے جا رہے ہیں اور اے بیٹا! جس روز سے کہ تو پیدا ہُوا ہے دُنیا کو پیچھے چھوڑتا چلا آیا ہے اور آخرت کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ گھر جس کی طرف تو جا رہا ہے زیادہ قریب ہے تجھ سے اس گھر سے جس سے تو جا رہا ہے۔

تشریح اپنے بیٹے سے خطاب کیا مگر مخاطب تمام لوگ ہیں چلنے والا ہر قدم میں منزل سے قریب ہوتا رہتا ہے پس انسان دُنیا میں پیدا ہونے کے بعد ہر وقت آخرت سے قریب ہو رہا ہے اور دُنیا سے دُور ہو رہا ہے پس جس سے دُور ہو رہا ہے اس کی محبت اور فکر اتنی کیوں کرے کہ

آخرت خراب ہوئے

قدم سُوئے مرقد نظر سُوئے دُنیا
کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

چار باتیں اگر پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے کا غم نہیں

۶۰/۴۰ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْكَ فَلَا عَلَیْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْیَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَّصِدْقُ حَدِیْثٍ وَّحُسْنُ خَلِیْقَةٍ وَّعِفَّةٌ فِیْ طُعْمَةٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ۔ مسند احمد صہ ۲۳۹، ج ۲ رقم (۶۶۶۱)
بیھقی صہ ۳۲۱ ج ۴ رقم (۵۲۵۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا چار باتیں ہیں اگر وہ تجھ میں پائی جائیں تو دُنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہیں ہے۔

ایک تو امانت کی حفاظت کرنا۔

دوسری سچّی بات کہنا۔ تیسرے اخلاق کا اچھا ہونا۔

چوتھے کھانے میں احتیاط و پرہیزگاری۔

تشریح: یعنی اگر دُنیا کی کسی نعمت کے فوت ہونے سے نفس کی اصلاح ہوئی اور مذکورہ خصائلِ حمیدہ نفس میں پیدا ہوئے تو پھر کوئی غم نہیں برعکس اس کے کہ دُنیا کی دولت، دل میں کدورت اور آخرت سے غفلت پیدا کرے

تو اس دُنیا سے اس کا فوت ہونا ہی اچھا ہے (مظاہر حق صد ۲۲۳، ج ۴)

تین باتیں جن سے بلندیٔ مرتبہ عطا ہوتی ہے

۶۱/۴۱ وَعَنْ مَّالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ قِيْلَ لِلُقْمٰنَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَانَرٰى يَعْنِي الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَ اَدَآءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَالَا يَعْنِيْنِيْ رَوَاهُ فِي الْمُؤَطَّا ۔

(صد ۳۲، مَاجَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ ۔)

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ کو معلوم ہے کہ لقمان حکیم سے یہ پوچھا گیا کہ جس مرتبہ پر ہم تم کو دیکھ رہے ہیں کس چیز نے تم کو اس پر پہنچایا؟ حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا زبان کی سچائی نے اور امانت نے اور فضول و بے فائدہ چیزوں کو ترک کر دینے نے۔

تشریح: حضرت لقمان علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کی خالہ کے بیٹے ہیں اور علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہیں اور صحیح قول یہ ہے کہ وہ حکیم اور ولی تھے اور روایت ہے کہ انھوں نے ایک ہزار پیغمبروں کی خدمت اور شاگردی کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہ تھے اور نہ بادشاہ تھے ایک غلام کالے تھے بکریاں چراتے تھے حق تعالےٰ نے ان کو اپنا مقبول بنایا اور حکمت اور جوانمردی اور عقل دی اور اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے (مظاہر حق[1])

---

[1] مظاہر حق صد ۲۴، ج ۴

مختصر مگر جامع نصیحت

٤٢/٦٣ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ وَّلَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْذِرُ مِنْہُ غَدًا وَّاَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فِیْٓ اَیْدِی النَّاسِ ۔ مسند احمد صہ ٤٨١ ج ٥ رقم (٢٣٥٥٩) ۔ ابن ماجۃ: بَابُ الْحِکْمَۃِ صہ

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا مجھ کو نصیحت فرمایئے اور مختصر فرمایئے ۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو اس شخص کی سی نماز پڑھ جو خدا کے سوا سب کو چھوڑ دینے والا ہے اور کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکال جس پر کل کو (قیامت میں) تجھے عذر خواہی کرنی پڑے اور جو چیز لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے ناامید ہوجانے کا پختہ ارادہ کرلے ۔

تشریح ایک مفہوم تو "فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ" کا وہ ہے جو اوپر ترجمہ میں مذکور ہے یعنی دل کو دنیا سے خالی کرکے حق تعالےٰ کی طرف بالکل متوجہ ہوکر نماز ادا کرو اور دوسرا مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی نماز پڑھو جس طرح کسی کو معلوم ہوجاوے کہ یہ آخری نماز ہے اور اس کے بعد موت ہے پھر دوسری نماز کا موقع نہ ملے گا تو آدمی کس قدر دل لگا کر اس آخری نماز کا حق ادا کرے

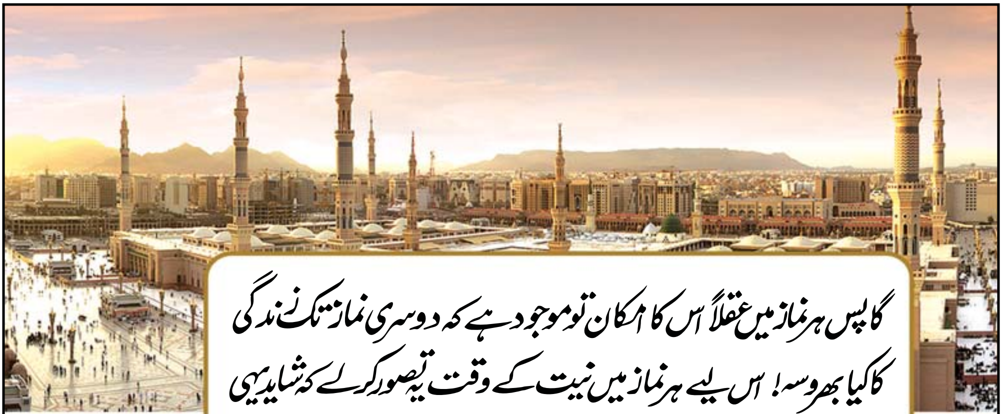

گا پس ہر نماز میں عقلاً اس کا امکان تو موجود ہے کہ دوسری نماز تک زندگی کا کیا بھروسہ! اس لیے ہر نماز میں نیت کے وقت یہ تصور کرلے کہ شاید یہی نماز ہماری آخری نماز ہو اور دوسری نماز تک شاید زندہ نہ رہوں اس طرح سے آدمی بہت عمدہ نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ ہر لفظ کو بولنے سے پہلے سوچ کر بولو کیونکہ لفظ نکالنے سے پہلے اختیار ہوتا ہے کہ نہ بولے اور بولنے کے بعد اگر وہ غلط ہوا تو معذرت اور شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ دنیا والوں کے مال اور دولت سے اپنی اُمید اور لالچ کو ختم کردے۔ (مظاہر حق) ص۲۷، ج ۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر کون لوگ ہوں گے؟

٦٤/٤٣ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَّاكِبٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِّفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا رَوَی الْاَحَادِیْثَ الْاَرْبَعَۃَ اَحْمَدُ ۔ مسند احمد ص ۲۷۸ ج ۵ رقم (۲۲۱۱۳)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُن کو نصیحتیں کرتے ساتھ چلے اور معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی سواری پر سوار چل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیدل، جب آپ ﷺ نصائح و ہدایات سے فارغ ہو گئے تو فرمایا معاذ! اس سال کے بعد شاید تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے اور ممکن ہے تو میری اس مسجد اور میری قبر سے گذرے یہ سن کر معاذ رضی اللہ عنہ رو پڑے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فراق کے غم میں ۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منہ پھیرا اور مدینہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں خواہ وہ کوئی ہوں یعنی کسی ملک اور کسی قوم کے ہوں اور کہیں ہوں ۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا جو پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہے اگرچہ کسی ملک کا باشندہ ہو یا کسی قوم کا ہو قریب ہونے کے دو مفہوم ہیں یا تو میری شفاعت سے قریب ہوں گے یا مرتبہ کے لحاظ سے میرے قریب ہوں گے اور تقوٰی والی زندگی بزرگانِ دین کی صحبت سے ملتی ہے ۔ تیرنے کی کتاب

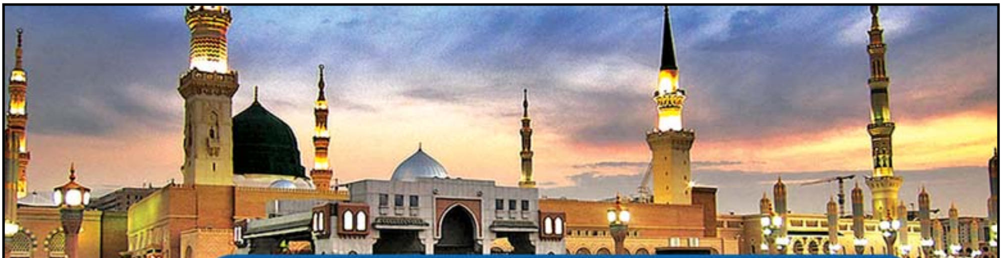

پڑھ کر کوئی تیر نہیں سکتا جب تک کسی پُرانے تیرنے والے کی صحبت میں میں تیرنا نہ سیکھے۔ اسی طرح کتابوں سے تقویٰ نہیں ملتا جب تک کسی متقی بندہ کی صحبتِ طویل نہ حاصل ہو۔ تقویٰ کی برکت سے حضرت اویس قرنیؓ یمن میں رہتے ہوئے کس درجہ کو پہنچے اور ترکِ تقوی کے سبب بعض اشرافِ مکّہ کیسے بدبخت ہوئے۔ پس اُمّت کو اس حدیث میں تقویٰ کی ہدایت ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذِہِ النِّعْمَةَ (خلاصہ مظاہر حق) صہ ۷۲۸، ۷۲۹ ج ۴۔

”شرحِ صدر“ (سینہ کشادہ ہونے) کی تفسیر

۶۵/۴۴ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِّتِلْكَ مِنْ عَلَمٍ یُّعْرَفُ بِہٖ قَالَ نَعَمِ التَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ۔ بیہقی صہ ۳۵۲ ج ۷ رقم (۱۰۵۵۲) حاکم ۴ / ۷۱۱

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ[1] (یعنی اللہ تعالےٰ جس شخص

[1] سُورۃ الانعام پارہ ۸، آیت ۱۲۵

کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے) پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کی شناخت کی جا سکے۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور وہ نشانی غرور کے گھر (یعنی دُنیا) سے دور ہونا آخرت کی طرف رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے مرنے کے لیے تیار ہو جانا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں سینے کے اندر نورِ ہدایت داخل ہونے کی تین علامتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

۱۔ دُنیا سے دل کا اُچاٹ ہو جانا۔

۲۔ آخرت کی طرف متوجہ ہونا۔

۳۔ موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔

انہیں علامات سے ہر آدمی فیصلہ کرے کہ وہ ہدایت پر ہے یا نہیں۔

آں چُناں کہ گفت پیغمبر ز نور
کہ نشانش آں بود اندر صدور
کہ تجافی جویداز دار الغرور
ہم انابت آرد از دار السرور

ترجمہ: مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سینے کے اندر نور کے داخل ہونے کی نشانی یہ فرمائی کہ وہ

اس جہان سے جو دھوکہ کا گھر ہے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور آخرت جو خوشی کا گھر ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ نور جب دل میں داخل کیا جاتا ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے ۔

در فراخِ عرصۂ آں پاک جاں
تنگ آید عرصۂ ہفت آسماں

ترجمہ : مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی جان میں حق تعالےٰ کے تعلّقِ خاص کی برکت سے اس قدر فراخی اور کشادگی اور وسعت ہوتی ہے کہ اس کے سامنے سات آسمان کی وسعت ہیچ ہوتی ہے یہ قلب حقیقت میں عرشِ رب ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے[له]

لَا یَسَعُنِیۡ اَرۡضِیۡ وَلَا سَمَآءِیۡ وَلٰکِنۡ یَّسَعُنِیۡ قَلۡبُ عَبۡدِیۡ الۡمُؤۡمِنِ ۔ ترجمہ : میں نہیں سمایا آسمان اور زمین میں لیکن مومن بندے کا قلب میری گنجائش رکھتا ہے ۔ معلوم ہوا کہ نور کا محل قلب ہے اور کسی کے قلب کو ہم دیکھ سکتے نہیں تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو صاحبِ نور خود دعوے کرے کہ میرے اندر نور ہے یا صاحب نور کی کچھ علاماتِ خاصہ متعین ہوں پہلی صورت میں ہر اہلِ باطل اور ہر اہلِ حق کے دعویٰ کا امتیاز معلوم ہونا مشکل ہے اس لیے یہ صورت غیر مفید ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی دلیل نہیں کہ

له مرقات صد ۸۰ ج ۹

یہ دعوٰی سچّا یا جھوٹا ہے پس دوسری ہی صورت متعین ہوتی اور اسی صورت کی وضاحت حدیثِ مذکور میں بیان ہُوتی ۔

علماء نے کسی شخص کے اللہ والا ہونے کی یہی علامت لکھی ہے کہ اس کو دیکھ کر اللہ یاد آتے اور اس کی صحبت سے دل دُنیا سے سرد ہونے لگے اور آخرت کی طرف توجہ بڑھنے لگے اور وہاں کی فکر پیدا ہو جاتے اور اس کی صحبت میں بیٹھنے والوں میں اکثر لوگوں کا حال شریعت کے مطابق ہو اہلِ حق اور اہلِ باطل آج کل عوام کی نظر میں خلط ملط ہو رہے ہیں اس لیے ان علامات کو جن کا اوپر ذکر ہوا کسی شخص کے اللہ والا ہونے کی پہچان کا معیار بنانا چاہیے ۔

کمزوروں اور غریبوں کی دعا کی برکت سے رزق کا ملنا

٤٥/٦٨ وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآءِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ (بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ صـ ٤٠٥ ج ، شَرح السُّنَّة صـ ٣٠٣ ج ٧ رقم (٣٩٥٦)

ترجمہ حضرت مصعب ابن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی نسبت یہ گمان کیا کہ ان کو اپنے کمتر پر فضیلت حاصل ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کے

گمان کو توڑنے کے لیے فرمایا تم کو (دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں) مدد نہیں دی جاتی اور تم کو رزق نہیں دیا جاتا مگر تمہارے انہی کمزور اور فقیروں کی دُعا کی برکت سے۔

تشریح چونکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہت فضیلتیں رکھتے تھے ان کو گمان ہوا کہ میری شجاعت اور سخاوت اور کرم سے مسلمانوں کو بہت نفع ہوا لہٰذا میں ان لوگوں سے جو ہماری طرح نہیں ہیں افضل ہوں آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کے اس گمان کو توڑنے کے لیے فرمایا کہ یہ گمان تم نہ رکھو بلکہ ان ضعیفوں اور فقیروں کا اکرام اور عزّت کرو اور تکبّر نہ کرو یعنی اپنے کو ان سے بڑا نہ سمجھو کیوں کہ دراصل انہیں کمزوروں اور مسکینوں کی برکت اور دُعا سے حق تعالےٰ تمہاری مدد کرتے ہیں اور تمہیں رزق دیتے ہیں۔ (مظاہرِ حق ص۴۴۷ ج ۴)

لہٰذا اپنا کمال نہ سمجھو کہ تکبّر تمام نیکیاں ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں تکبّر کا ہونا جنّت سے محروم کر دیتا ہے۔

لوگوں میں بہتر کون ہے؟

٤٦/٧٠ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٌ مَّا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ

إِنْ خَطَبَ أَنْ يُّنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ
خَطَبَ أَنْ لَّا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ
لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا
خَيْرٌ مِّنْ مِّلْأِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بُخاری
بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ ص۹۰۴ - ۹۰۰، ج۲، ابنِ مَاجہ : بَابُ فَضْلِ
الفُقَرَاءِ ص۳۰۳ ، شرح السّنّۃ ص۳۰۶ ج۷، رقم (۳۹۶۳)

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قریب سے گذرا۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا پوچھا اس شخص کی نسبت (جو ابھی گذرا ہے) تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کیا یہ شخص شریف آدمیوں میں سے ہے اور اللہ کی قسم اس قابل ہے کہ اگر کسی عورت کو نکاح کا پیام دے تو اس کے پیام کو قبول کر لیا جائے اور کسی کی (حکّام) سے سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خاموش ہو رہے۔ پھر ایک اور شخص آپ ﷺ کے پاس سے گذرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اسی شخص سے پوچھا اور اس شخص کے

متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص مسلمان فقرا میں سے ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیام دے تو اس کا پیام قبول نہ جائے اور کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے کسی سے کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے یہ سُن کر فرمایا یہ شخص اس جیسے دُنیا بھرے ہوئے آدمیوں سے بہتر ہے۔ جس کی تو نے تعریف کی۔

تشریح: یہ ارشاد کہ "یہ شخص اُس جیسے دُنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے" مرتبہ میں تو ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے جس کے متعلق یہ فرمایا وہ غنی (مالدار) ہوگا اور ایسی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ فقیر بسبب صفائی قلب کے پروردگار کے احکام کو جلد قبول کرتا ہے اور اغنیا، حق بات کے قبول کرنے سے سرکشی اور استغنا۔ اور تکبّر کرتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے کہ علما۔ اور بزرگانِ دین کے شاگردوں اور مریدوں میں زیادہ تر فقرا۔ ہوتے ہیں جو حق کو جلد قبول کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں شخصِ اوّل غنی تھا اور مومن تھا۔ کافروں سے نہ تھا کیوں کہ مفاضلہ کافر اور مومن میں نہیں ہوتا۔ کافر میں خیر کی نسبت کرنا جائز نہیں مومن مومن میں تفاضل ہوتا ہے۔

(مظاہرِ حق صہ ۷۳۶۔ ۷۳۷، ج ۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قناعت اور صبر و شکر

۴۷/۷۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - (بخاری : بَابُ مَا كَانَ النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاكُلُوْنَ صـ ۸۱۴ ، ج ۲ ، مُسلم كِتَابُ الزُّهْدِ صـ ۴۰۹ ج ۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے اہل بیت نے کبھی دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے وفات پائی۔

تشریح: حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا یہ تکلیف برداشت کرنا مجبوری کا نہ تھا کیونکہ حق تعالے شانہ کی طرف سے حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر زمین کے خزانے پیش کیے گئے اور حکم ہوا کہ اگر آپ کہیں تو مکہ کے پہاڑ کو سونا کر دیں آپ کے لیے۔ لیکن آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور عرض کیا کہ اے اللہ مجھے پسند ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں تا کہ صبر کروں اور ایک دن کھا کر سیر ہوں تا کہ شکر کروں اور آپ ﷺ کے اوپر فتوحات سے جو مال آتا تھا وہ سب اُمّت پر تقسیم فرما دیتے آپ ﷺ کے اس طرز سے زندگی گذارنے میں بڑی تسلّی ہے اُمّت کے فقرا۔ اور مساکین کے لیے اور امرا کے لیے سبق ہے اپنی حاجات پر مساکین کو ترجیح دینے کا

دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کم تر درجہ کے لوگوں کو دیکھنے کی تعلیم

۴۸/۷۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْہِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ

فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَةٍ

لِّمُسْلِمٍ قَالَ اُنْظُرُوْآ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْکُمْ وَلَا تَنْظُرُوْآ

اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ

البُخاری باب لِیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْہُ صـ ۹۶، ج ۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اس سے زیادہ مال دار اور شکیل ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس شخص پر بھی نظر ڈالے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس شخص کو دیکھو جو تم سے کمتر درجہ کا ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو مرتبہ میں تم سے زیادہ ہے اور ایسا کرنا تمہارے لیے ضروری ہے تاکہ تم اس نعمت کو جو اللہ تعالٰے نے تم کو دی ہے حقیر نہ سمجھو۔

تشریح: حاصل یہ کہ جب کسی شخص کو اپنے سے زیادہ مالدار یا خوب صورت یا خوش لباس دیکھے تو فوراً اس شخص کو دیکھے جو اپنے سے ان باتوں میں کمتر ہو تاکہ حق تعالٰے کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کی توفیق ہو اور یہ بھی شکر ادا کرے کہ حق تعالٰے نے اس شخص کی طرح مجھے دُنیا میں مبتلا نہیں فرمایا۔

---

[1] کتابُ الزُهد صـ ۴۰۷، ج ۲ ـ شرحُ السُّنةِ صـ ۳۲۲، ج ۷ رقم (۳۹۹۴) مَسند احُمَد صـ ۳۴۰، ج ۲ رقم (۷۴۶۷)

اسی لیے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی دنیا دار کو دیکھتے تو کہتے اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید کا واقعہ لکھا ہے کہ اس کو کسی نے مارا اور قید کیا۔ اس نے امام ؒ سے شکایت کی فرمایا شکر ادا کر کہ اس سے بڑی[1] بلا میں نہ گرفتار ہوا۔ پھر اس سے بری ہو کر ایک دفعہ ایک کنوئیں کی قید میں ڈالا گیا۔ پھر امام ؒ نے اس کو صبر و شکر کی تعلیم دی۔ پھر بری ہوا اور کچھ دن بعد ایک یہودی نے قید کیا اور ہر ساعت اذیت دیتا اور زنجیر میں باندھ کر اپنے پاس رکھا۔ پھر امام ؒ سے شکایت کی اور کہا کہ کیا اس سے بھی کوئی بلا شدید ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صبر و شکر کر کیونکہ اس سے بھی شدید بلا ہے اور وہ یہ کہ کفر کا طوق تیری گردن میں ڈالا جاوے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ[2] ۝ البتہ آخرت کے معاملہ میں ہمیشہ اپنے سے اونچے لوگوں کو دیکھے تاکہ اپنے سے زیادہ اعمال والوں کو دیکھ کر اپنے اعمال پر ناز و تکبّر نہ پیدا ہو۔

مساکین کی فضیلت

٤٩/٧٤ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسٰکِیْنِ[1]

۱؎ مرقاۃ صد ۹۵ ج ۹ ۲؎ سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۸

فَقَالَتْ عَآئِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَآءِ هِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَآئِشَةُ لَا تَرُدِّی الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَآئِشَةُ اَحِبِّی الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدٍ اِلٰی قَوْلِهٖ فِی زُمْرَةِ الْمَسٰكِيْنِ ۔ (ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ فقراءَ المهاجرین یدخلونَ الجنۃَ قبلَ اَغْنِیَا ئِہِمْ ص۶۰ ۔ ۶۱ ج ۲ ۔ مجمع الزَّوائد ص۲۶۳ ج ۱ رقم ۱۷۹۰۶) عن عبادۃ ۔ بیہقی ص۳۴۰ ، ج ۷ رقم (۱۰۵۰۷) ابن مَاجۃ اَبْوَابُ الزُّھْدِ بَابُ مُجَالَسَۃِ الفقراء ص۳۱۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھ کو مسکین بنا کر رکھ اور مسکین مار اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیوں؟ (یعنی آپ یہ دُعا کیوں کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ مسکین جنت میں دولت مندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے ۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو (اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ) نہ واپس کرو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب کر (یعنی اپنی مجلسوں میں ان کو شریک رکھ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھے گا ۔

تشریح: مسکین کا لفظ یا تو مسکنت سے مشتق ہے جس کے معنیٰ نہایت تواضع کے ہیں یا سکون اور سکینہ سے ہے جس کے معنیٰ وقار اور اطمینان اور رضا بالقضا کے ہیں اس حدیث شریف میں اُمّت کے لیے تعلیم ہے کہ فقرا۔ اور مساکین کی فضیلت کو پہچانیں اور ان سے محبّت رکھیں تاکہ ان کی برکت حاصل ہو اور اس حدیث میں مسکینوں کے لیے تسلّی ہے اور ان کے درجات سے امّت کو آگاہ کرنا ہے۔ مسکین بننے کی دُعا سے مُراد یہ ہے کہ اتنی دُنیا مل جاوے جس سے کسی کا محتاج نہ رہے اور کثرتِ مال سے محفوظ ہو۔ کیونکہ مال کی کثرت مقربین بارگاہِ حق کے لیے وبال ہے۔ ایک بادشاہ فقرا۔ اور صلحا۔ کی جماعت سے گذرا ان لوگوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا پوچھا تم لوگ کون ہو۔ کہا ہم لوگ تارکِ دُنیا سے محبت رکھتے ہیں اور تارکِ آخرت سے عداوت رکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور فقیر صابر وہ ہے جو دل کا فقیر نہ ہو یعنی دل کا غنی ہو اور اللہ تعالےٰ کی تقسیم پر راضی ہو۔

(مظاہر حق صـ ۷۴۶ ج ۴)

ضعیفوں کی بدولت ہی رزق اور دشمنوں پر فتح دیا جانا

۷۶/۵ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآئِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآئِکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ - (بابٌ فی الانتصار برذل الخیلِ والضعفۃ صـ ۳۴۸)

ج ۱ ، شَرۡحُ السُنّۃِ صـ ۳۳ ج ۷ رقم (۳۹۵۷) ، ترمذی : بابُ ماجاء فی الاِسۡتِفۡتاحِ بِصَعَالِیۡكِ المُسلمین صـ ۲۹۹ ج ۱ ، نسائی کِتَابُ الجِہَادِ بَابُ الاِسۡتِنۡصَار بالضعیفِ صـ ۶۴ ج ۲ ۔

ترجمہ: حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تم میری رضامندی کو اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو (یعنی ان کو راضی رکھو) اس لیے کہ تم کو تمہارے ضعیفوں ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جاتی ہے[۱]

تشریح: ضعیفوں سے مُراد مظلوم ہیں خواہ غنی کیوں نہ ہوں اور ان کی برکت سے رزق دیا جانا اور دشمنوں پر فتح ہونا اس لیے ہے کہ ان میں اقطاب اور اوتاد بھی ہوتے ہیں جن کے ذریعہ انتظام ہوتا ہے بلاد اور عباد کا اور کہا ابن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ڈھونڈو مجھ کو تم ان ضعیفوں کے حقوق کی حفاظت میں اور ان کے اکرام کے ذریعہ اور ان کے دلوں کو خوش کرنے کے ذریعہ کہ جس نے ان کا اکرام کیا اس نے میرا اکرام کیا اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی کیونکہ میں ان کے ساتھ ہوں تن سے بعض اوقات میں اور دل وجان سے جمیع اوقات میں اور یہ حدیث بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہے کہ مَنۡ عَادٰی لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ بَارَزَنِیۡ بِالۡحَرۡبِ (حدیث[۱]) ترجمہ : جس نے دشمنی کی میرے ولی سے پس اس نے پیش قدمی کی مجھ سے جنگ کے لیے ۔ (مظاہر حق[۲])

---

[۱] مجمع الزوائد: صـ ۴۷۷، ج ۱۰ رقم (۱۷۹۵۲) والطبرانی فی الأوسط صـ ۳۶۰، ج ۱ رقم (۶۱۳) والکبیر: صـ ۱۱۳، ج ۱۲ رقم (۱۲۷۱۹) [۲] مظاھرِ حق: ۷۴۸-۷۴۹، ج ۴

کافر اور فاسق کی دنیاوی نعمت پر رشک نہ کرنے کی تعلیم

۵۱/۷۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَتِهٖ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا هُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِنَّ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَّا يَمُوْتُ يَعْنِي النَّارَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ ۔ ص۳۲۴ ج ۷ رقم (۳۳۹۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کسی فاجر یعنی کافر یا فاسق کی نعمت دنیاوی پر رشک نہ کر اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد اس سے کیا سلوک ہونے والا ہے فاجر کے لیے اللہ کے یہاں ایک قاتل ہے جو مرتا نہیں یعنی دوزخ کی آگ ۔

تشریح: یہ بیماری آج عام طور پر ہمارے اندر آچکی ہے کہ مال دار شرابی زانی فاسق کے بنگلوں اور کاروں اور ظاہری ٹھاٹ پر بعض غریب مسلمان لالچ کی نگاہ ڈالتا ہے۔ حالانکہ نیک بندوں کی عبادت پر لالچ کرنی چاہیے تھی نہ کہ ان دنیا داروں پر جن کے دلوں میں ہزاروں فکر و پریشانی بھری ہے اور اطمینانِ قلبی صرف اللہ والوں کو عطا ہوتا ہے،

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از بروں چوں گورِ کافر پر حلل
و اندروں قہرِ خدائے عزّ و جل

ترجمہ: باہر سے یہ امیر لوگ کافر کی قبر کی طرح پُربہار ہیں اور اندر کافر کی قبر میں جس طرح عذاب ہو رہا ہے اسی طرح نافرمان دُنیادار کے قلب میں فکر و پریشانی اور بے سکونی کا عذاب ہو رہا ہے۔

مؤمن کے لیے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی نعمتیں قیدخانہ اور قحط

٧٩/٥٢ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

صـ ٣٢٦ ج ٧ رقم (٤٠٠١) مسند احمد صـ ٢٦٥ ج ٢ رقم (٦٨٦٩) مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ صـ ٥١٥ ج ١ رقم (١٨٠٧٩)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا مومن کے لیے قیدخانہ اور قحط ہے، جب وہ دُنیا سے جُدا ہوتا ہے تو قیدخانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔

تشریح: قیدخانہ اور قحط ہے کہ ہمیشہ محنت اور تنگی معاش میں رہتا ہے یعنی اگر دُنیا کی نعمت بھی مومن کو مل جاوے پھر بھی آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں یہاں کی راحتیں اور نعمتیں قیدخانہ اور قحط کا حکم رکھتی ہیں یا مُراد یہ ہے کہ مومن ہمیشہ طاعت اور عبادت اور مجاہدہ کی زندگی گذارتا ہے اور اس محنت آباد سے خلاصی کا شوق رکھتا ہے اور روایت کیا گیا ہے کہ

لَا یَخْلُو الْمُؤْمِنُ مِنْ قِلَّةٍ اَوْ عِلَّةٍ اَوْ ذِلَّةٍ وَّقَدْ یَجْتَمِعُ لِلْمُؤْمِنِ الْکَامِلِ جَمِیْعُ ذٰلِكَ ۔ ترجمہ: نہیں خالی ہوتا مومن کمی مال یا بیماری یا ذلّت سے کبھی مومنِ کامل میں یہ سب جمع ہوتے ہیں۔

(مظاہرِ حق) مرقات صد ۱۰۱، ج ۹

اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت کی نشانی

۵۳/۸۰ وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا حَمَاہُ الدُّنْیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمْ یَحْمِیْ سَقِیْمَہُ الْمَآءَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے اس کو دُنیا سے بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

تشریح: یعنی جس طرح استسقاء اور ضعفِ معدہ وغیرہ کے مریضوں کو پانی سے بچایا جاتا ہے بوجہ نقصان کرنے کے اسی طرح حق تعالےٰ جس بندہ سے محبت فرماتے ہیں اس کو دُنیا کے مال اور جاہ اور منصب اور تمام اُن باتوں سے بچاتے ہیں جو اس بندہ کے دین کے لیے نقصان کا سبب ہونے والا ہو اور جس سے اس کی آخرت کا نقصان ہو۔ مظاہر حق صد ۷۵۰ ج ۴ ، مرقات صد ۱۰۲ ج ۹

مؤمن کے لیے دو بہتر چیزیں

۵۴/۸۱ وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اثْنَتَانِ یَکْرَھُھُمَا ابْنُ اٰدَمَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَیَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَقِلَّۃُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔ مسند احمد صـ ۴۹۹ ج ۵ رقم (۲۳۸۸) مجمع الزوائد صـ ۴۵۳، ج ۱ رقم (۱۷۸۷۹)

ترجمہ: حضرت محمود ابن لبید رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں جن کو آدم کا بیٹا بُرا سمجھتا ہے۔ ایک تو موت کو حالانکہ موت مومن کے لیے فتنہ سے بہتر ہے دوسرے مال کی کمی کو حالانکہ مال کی کمی حساب میں کمی کی موجب ہے

تشریح: فتنہ سے مُراد گرفتاریِ شرک اور کفر اور گناہ ہے اس فتنہ سے مومن کی موت بہتر ہے لیکن اگر دُنیا کی کوئی مصیبت اور تکلیف ہے تو یہ مومن کے لیے گناہوں کے معاف ہونے کا کفّارہ ہے اور درجات بُلند ہونے کا سبب ہے پس ایسی صورت میں موت کی تمنا جائز نہیں اسی طرح مال کی کمی سے مومن کو خوش ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن حساب مختصر ہو گا۔ نیز مال زیادہ کمانے کی مشقّت اور فکر و پریشانی فقر کی محنت سے کم نہیں اور بقدرِ ضرورت پر قناعت میں آخرت کی تیاری کا وقت زیادہ ملتا ہے اور دل میں نرمی اور صفائی خوب رہتی ہے۔ (مظاہر حق صـ ۵۱، ج ۴۔ مرقات صـ ۱۰۳ ج ۹)

چند حالاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

۸۲/۵۵ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَّلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ
وَمَا یُوْذٰی اَحَدٌ وَّلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ وَّیَوْمٍ
وَّمَالِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَّاْکُلُہٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُّوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ مَعْنٰی وَھٰذَا الْحَدِیْثِ حِیْنَ خَرَجَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَارِبًا مِّنْ مَّکَّۃَ وَمَعَہٗ بِلَالٌ
اِنَّمَا کَانَ مَعَ بِلَالٍ مِّنَ الطَّعَامِ مَا یَحْمِلُ تَحْتَ اِبْطِہٖ ۔(شَرْحُ
السُّنَّۃ ص۳۱۱ ج ۷ رقم (۳۹۷۵) ترمذی: اَبْوَابُ صِفَۃِ الْقِیَامَۃِ
ص۷۳، ۷۴ ج۲

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (اللہ کے دین کے اظہار کے سبب) ڈرایا گیا اور (میرے ساتھ) کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا (یعنی ابتدائے اظہارِ اسلام میں کوئی میرے ساتھ نہ تھا) اور مجھ کو اللہ کے دین میں ایذا دی گئی اور کسی کو ایذا نہیں دی گئی میرے ساتھ اور البتہ مجھ پر تیس دن اور تیس راتیں اس طرح گذریں کہ میرے اور بلال کے لیے کھانا نہ تھا وہ کھانا جس کو ہر جگر رکھنے والا کھاتا ہے مگر ایک نہایت خفیف سی چیز جس کو بلال بغل میں چھپاتے رہتے تھے ترمذی نے اس حدیث

اللہ رسول محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مکّہ سے بھاگ کر باہر نکلے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کی چیزوں میں سے صرف اتنا تھا جس کو وہ بغل میں دبائے رہتے تھے۔

تشریح : مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر میں ڈرایا گیا دین کی راہ میں اور جس قدر اذیّت دیا گیا اس قدر کوئی نبی نہ تو ڈرایا گیا اور نہ اذیّت دیا گیا۔ اس لیے کہ ایذا ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق ہے اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے عالی تر ہے آپ ﷺ کے اندر خواہش اُمّت کے ایمان اور ہدایت کی سب سے زیادہ تھی اور یہ جو روایت میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ساتھ تھے حالانکہ ہجرت کے وقت حضرت بلال نہ تھے تو یہ قصہ غالباً اس وقت کا ہے جب ابو طالب کا انتقال ہوا اور اسی کے قریب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا انتقال ہوا اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے اس وقت ابتلا اور اذیّت کفّار کی طرف سے بہت بڑھ گئی پھر آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے انتقال کے تین ماہ بعد مکہ سے طائف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک ماہ تک وہاں تبلیغ فرمائی لیکن کسی نے نہ مانا اور اپنے لڑکوں کو اور نادانوں کو لگا دیا یہ لوگ آپ ﷺ کو پتھر مارتے تھے حتیٰ کہ آپ کے خونِ مُبارک سے آپ کے نعلین مبارک آلودہ ہو گئے اور

یہ لوگ خوب ہنستے۔ پروردگارِ عالم نے ایک ابر بھیجا جس نے آپ ﷺ پر سایہ کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اگر آپ فرمائیں تو پہاڑوں کو ملا دیا جاوے اور ان کفار کو پیس دیا جاوے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان کفار کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا ہو جو ایمان لاوے اس وقت آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ ہونے کا امکان ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہونا

۸۳/۵٦ وَعَنْ اَبِی طَلْحَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِہٖ عَنْ حَجَرَیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

بَابٌ فی مَعِیْشَۃِ أصحابِ النّبی ﷺ ص۶۲، ج ۲ - شرح السُّنَّۃِ ص۳۱۱ ج ۷ رقم (۳۹۷۴)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو آپ ﷺ کے دو پتھر بندھے ہوتے تھے۔

تشریح: حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کا یہ فقر اختیاری تھا اضطراری

نہ تھا اور آپ کے اس طرزِ عمل میں مساکین و فقراء اُمّت کے لیے بڑی تسلّی ہے۔

زندگی گذارنے کے اصول......صبر وشکر

۸۵/۵۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا مَّنْ نَّظَرَ فِيْ دِيْنِهٖٓ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَّمَنْ نَّظَرَ فِيْ دِيْنِهٖٓ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَّلَا صَابِرًا رَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ (" ابوابُ صِفَةِ القِيامَةِ ص۷۷ ج۲ شَرْحُ السُّنَّةِ: ص۳۲۳ ج۷ رقم (۳۹۹۷)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر لوگوں میں لکھ دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ دینی امور میں جو کسی شخص کو اپنے سے بہتر و برتر دیکھے تو اس کی اقتداء کرے اور دنیاوی امور میں اس شخص کو دیکھے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے کہ اس

نے اس شخص پر اس کو فضیلت بخشی ہے اللہ تعالےٰ اس شخص کو (شاکر اس لیے کہ اس نے کمتر درجہ کے شخص کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا ہے) اور صابر (اس لیے کہ اس نے اپنے سے بالاتر شخص کو دیکھ کر صبر کیا) لکھ دیتا ہے اور جو شخص دین میں اس شخص کو دیکھے جو اس سے کم ہے اور دُنیا میں اس شخص کو دیکھے جو اس سے بالاتر ہے۔ پھر غم کرے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی یعنی مال وغیرہ تو اللہ تعالےٰ اس کو صابر اور شاکر قرار نہیں دیتا۔

تشریح: صابر وشاکر کرتا ہے یعنی حق تعالےٰ اس پر عمل کرنے والے کو مومن کامل کرتا ہے (مظاہر حق صـ ۷۵۴ ج ۴)

حدیثِ مذکور میں تعلیم ہے کہ امورِ دُنیا میں اپنے سے کمتر انسان کو دیکھے اور دین کے معاملہ میں اپنے سے بہتر انسان کو دیکھے اس کا انعام اور ثمرہ یہ ہوگا کہ اپنے سے کمتر اور غریب کو دیکھ کر اس کو شکر کی توفیق ہوگی اور قلب حسرت اور رنج اور غم سے امن اور سکون میں رہے گا برعکس اگر اپنے سے امیر اور مالدار اور عیش والے کو دیکھتا تو حسرت اور غم سے قلب بے سکون ہوجاتا اور ناشکری سے نعمتِ موجودہ کے زوال کا اور عذابِ الٰہی کا خطرہ الگ۔

اس طرح دین کے معاملہ میں اپنے سے زیادہ علم اور عبادت والے کو دیکھنے سے اپنی عبادت سے ناز اور غرور ٹوٹ جاوے گا اور زیادہ عبادت کی حرص پیدا ہوگی۔ تو عجب اور تکبّر سے نجات اور توفیق زیادتیٔ عبادت کی کس قدر بڑی نعمت ہے۔ احقر عرض کرتا ہے کہ اس اصول پر زندگی گذارنے سے روح اور قلب کو جو سکون ملتا ہے وہ دُنیا کے کسی اصول سے نہیں حاصل ہوسکتا۔ یہی وہ علومِ نبوّت ہیں جو حضرت نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کو قوی تر کرتے ہیں کہ اُمّی ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا یہ علم حق تعالیٰ کے سرچشمۂ علم سے منعکس ہوکر ہم تک پہنچا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو سات نصیحتیں

۵۸/۸۷ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ الْمَسٰکِیْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْھُمْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ دُوْنِیْ وَلَآ اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ ھُوَ فَوْقِیْ وَاَمَرَنِیْٓ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِیْٓ اَنْ لَّآ اَسْاَلَ اَحَدًا شَیْئًا وَّاَمَرَنِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا وَّاَمَرَنِیْٓ اَنْ لَّآ اَخَافَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ وَّاَمَرَنِیْٓ اَنْ اُکْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّھُنَّ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

(ص ۱۹۰ ج ۵ رقم ۲۱۵۷۲)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے خلیل جانی دوست نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے حکم دیا مجھ کو یہ کہ میں مساکین سے محبت کروں اور ان سے قریب ہوں اور یہ حکم دیا کہ میں اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھوں اور اپنے سے بالاتر لوگوں کو نہ دیکھوں اور یہ حکم دیا کہ میں قرابت داروں سے ناتے بندی کو قائم رکھوں اگرچہ خود رشتہ دار ہی قرابت داری کو منقطع کر دیں اور یہ حکم دیا کہ میں سچی بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہو اور حکم دیا کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں اور یہ حکم دیا کہ میں اکثر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتا رہوں یہ تمام عادتیں اور باتیں اس خزانہ میں کی ہیں۔ جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے۔

تشریح: حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ معنوی خزانہ ہے جو عرشِ رحمان کے نیچے ہے اور وہاں تک کوئی نہ پہنچے گا مگر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی برکت سے۔ یا خزانہ سے مراد جنت کے خزانے ہیں جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہیں اس لیے جنّت کی چھت عرش ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے جب اس کلمہ کو پڑھا تو ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ بن مسعود! جانتے ہو کہ کیا تفسیر

مرقات صد ۱۱۳، ج ۹

ہے اس کی؟ عرض کیا کہ اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں اس کو۔ ارشاد فرمایا کہ اس کلمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نہیں کوئی گناہوں سے محفوظ رہ سکتا مگر اللہ تعالےٰ کی مدد سے اور نہیں کوئی نیک عمل ہو سکتا ہے مگر حق تعالےٰ کی مدد سے۔ انتہیٰ مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے اپنے طالبین کو وصیت فرمائی کہ اس کلمہ کا زیادہ ورد رکھیں اور فرمایا کہ توفیقِ عمل کے لیے اس سے زیادہ بہتر کوئی کلمہ نہیں احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ورد طالبین کو بہت تاکید سے بتایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تک بندہ اپنی طاقت پر نظر رکھتا ہے حق تعالےٰ کی مدد نہیں آتی ۔ لیکن جب کہتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ تو گویا اس کلمہ سے اقرار کرتا ہے کہ میں ضعیف ہوں اور میرے اندر گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک اعمال کرنیکی طاقت آپ ہی کی مدد سے آئے گی ہم ضعیف ہیں آپ قوی ہیں پس حق تعالےٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور توفیق کا خزانہ بھیجد یتے ہیں اور یہی توفیق جنت تک رسائی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اگر ہر روز ستر مرتبہ یہ کلمہ پڑھ لیا جاوے تو عمل کی توفیق کے لیے اکسیر ہے اور نماز سے پہلے پڑھ لے تو نماز عمدہ ادا ہو۔

زیادہ آرام اور آسائش سے بچنے کی تلقین

۵۹/۸۸ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِہٖ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ اِیَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ ۔ (مسند احمد ص ۲۸۷ ج ۵ رقم ۲۲۱۶۶ و ص ۲۸۹ ج ۵ رقم ۲۲۱۷۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن روانہ فرمایا تو یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے آپ کو استراحت و تن آسانی سے بچا اس لیے کہ اللہ کے (خاص) بندے آرام و آسائش حاصل نہیں کرتے ۔

تشریح: اس حدیث میں جس آرام و آسائش سے منع فرمایا گیا ہے اس سے مُراد وہ عیش و آرام ہے جس کے لیے ہر وقت ایسی فکر اور کاوش اور حرص کرنی پڑے جو آخرت کی طرف سے انسان کو غافل کر دے اور اگر بے تکلّف کیے اور بغیر کاوش و اہتمام و حرص حق تعالےٰ کوئی راحت عطا فرمادیں اور اس پر شکر کی توفیق ہو اور آخرت سے غافل نہ کرے تو اس کی اجازت ہے مگر حق تعالےٰ کے اولیاء و عاشقین نے سادی زندگی کو پسند فرمایا ہے اور عیش کی زندگی سے کنارہ کش رہے ہیں ۔

تھوڑے رزق پر راضی رہنے کا انعام

۶۰/۸۹ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّضِیَ مِنَ اللہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ -(رواہ ابن عساکر بحوالہ مرقات صہ ۱۱۶ ج ۹)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص اللہ کے دیئے ہوتے تھوڑے سے رزق پر راضی ہو جاتے اللہ تعالےٰ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے ۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ مال جو ضرورت سے زائد ہو اس کا حساب دینا پڑے گا اور بقدرِ ضرورت تھوڑی دنیا پر اگر راضی رہے تو اس کے تھوڑے عمل سے حق تعالےٰ راضی ہو جاویں گے ۔

سبکسار مردم سبکتر روند

ترجمہ : جس مسافر کے پاس سامان کم ہوتا ہے وہ سفر کو راحت سے طے کرتا ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بلندیِ شانِ تقویٰ

۶۱/۹۱ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اِسْتَسْقٰی یَوْمًا عُمَرُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَجِیْءَ بِمَآءٍ قَدْ شِیْبَ بِعَسَلٍ فَقَالَ اِنَّہٗ لَطَیِّبٌ لٰکِنِّیْ اَسْمَعُ اللہَ عَزَّوَجَلَّ نَعٰی عَلٰی قَوْمٍ شَھَوَاتِھِمْ فَقَالَ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ

حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَاَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ حَسَنٰتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ یَشْرَبْهُ رَوَاهُ رَزِیْنٌ۔

(بحوالہ مشکوۃ ص ۴۴۹ ج ۲)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک روز پانی مانگا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پانی لایا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ پاک (اور حلال اور لذیذ و خوشگوار) ہے لیکن میں اس کو نہیں پیتا اس لیے کہ میں خداوند بزرگ و برتر سے یہ سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر عیب لگایا تھا خواہشاتِ نفس کے اتباع کا اور فرمایا تم نے اپنی لذّتوں اور نعمتوں کا پورا پورا فائدہ اپنی دنیاوی زندگی میں پالیا پس میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا ثواب جلد دیا گیا ہو یعنی دنیا ہی میں پس اس پانی کو نہیں پیا۔

تشریح: یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بلندیٔ مرتبتِ شان تقویٰ پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حضرات تھے کہ حلال اور جائز لذتوں سے بھی ڈرتے تھے کہیں آخرت کا ثواب ان نعمتوں کے بدلے کم نہ ہو جاوے اور آج ہمارے ایمان ہیں کہ حرام سے بچنے کا حکم بھی مشکل اور گراں محسوس کرتے ہیں۔ حق تعالےٰ اپنی توفیق سے ہماری مدد فرمائیں۔ آمین

عرصۂ زندگی سے زیادہ لمبی اُمیدوں کا نبوی نقشہ

٩٣/٦٢ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَّخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسَطِ خَارِجًا مِّنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ هُوَ فِی الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِیْطٌ بِهٖ وَ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَأَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَأَهٗ هٰذَا نَهَسَهٗ هٰذَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چار خط کھینچ کر ایک مربّع بنایا اور ایک خط مربع کے درمیان کھینچا جو مربع سے باہر نکلا ہوا تھا اور پھر چھوٹے چھوٹے خط درمیان کے خط میں اس کے دونوں جانب کھینچے :

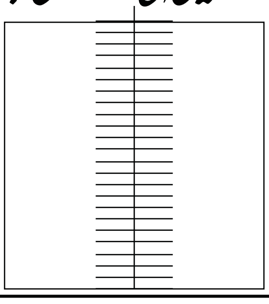

[1] بَابُ فِی الأمل وطولہٖ: صـ ٩٥٠، ج٢، ترمذی: ابوَابُ صفة القِیَامَة: صـ ٧٢، ج٢، ابن مَاجة: بَابُ الأملِ والأجلِ: صـ ٣٢٣، ج٢، رقم ٢٧٢٩، شَرُحُ السُّنّةِ: صـ ٣١٨، ج٧ رقم (٣٩٨٨)

اور فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہے اور یہ مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوتے ہے اور یہ درمیانی خط کا حصہ جو مربع سے باہر ہے وہ اس کی آرزو ہے اور درمیانی خط میں دونوں طرف جو چھوٹے چھوٹے خط ہیں وہ عوارض ہیں (یعنی آفات و بلیّات و امراض وغیرہ جو ہر جانب سے آدمی پر متوجہ ہیں کہ اس کو پیش آویں اور ہلاک کریں) پس اگر ایک عارضہ اور حادثہ سے انسان بچ گیا تو پھر دوسرا ہے اور دوسرے سے بچ گیا تو تیسرا ہے (اسی طرح متعدد عوارض و حوادث تاک میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ موت آجاتی ہے)

تشریح: حاصل یہ کہ آدمی امیدیں دراز رکھتا ہے۔ اور ایک آرزو پوری ہو جاتی ہے تو دوسری آرزو کو پورا کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور انہیں امیدوں میں پھنس کر آخرت کی تیاری سے غافل رہتا ہے کہ اچانک اسے موت پکڑ لیتی ہے اور بہت سی تمنّاؤں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" پس عقل مند وہ ہے جو آخرت کے کاموں میں غفلت نہ کرے اور اپنے اعمال کو درست رکھے۔

بڑھاپے میں زیادتی مال اور زیادتی عمر کی حرص

(۶۳/۹۴) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ رسول محمد

عَلَی الْعُمُرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی ہیں یعنی مال اور عمر کی زیادتی کی حرص۔

تشریح : انسان بوڑھا ہوتا ہے تو اس کی قوت اور ارادہ میں کمزوری آجاتی ہے اور مال اور عمر کی حرص قوی تر ہوجاتی ہے جیساکہ حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بیخہائے خُوئے بد محکم شدہ
قوتِ برکُندنِ او کم شدہ

ترجمہ : بُری عادتوں کی جڑیں تومضبوط ہوگئیں اوران کو اُکھاڑنے والی قوّت گھٹ گئی اور کمزور پڑگئی ؎

آں درختِ بد قوی ترمی شود
برکُنِندہ پیرو مُضطَر می شود

ترجمہ : بُرائی کا درخت تومضبوط ہوتا ہے اور اکھاڑنے والا روز بروز بوڑھا اور کمزور ہوتا جاتا ہے ۔

بوڑھے کا دل دو باتوں میں جوان رہتا ہے

٦٤/٩٥ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَتَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (بخاری بَابُ مَن بلغ ستین سنة صہ ٩٥ ج ٢ ، مسلم : کتابُ الزکاۃ بَابُ کراهة الحرص علی الدُّنیا صہ ٣٣٥ ج ١ واللفظ للبخاری ابن ماجة بَابُ الاملِ والأجلِ صہ ٣٢٢)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا بوڑھے کا دل ہمیشہ دو باتوں میں جوان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت میں اور آرزو کی درازی میں ۔

تشریح: دُنیا کی محبّت کے سبب اس کو موت سے کراہت ہوتی ہے اور آرزو کی درازی سے نیک اعمال میں تاخیر کرتا ہے ۔

حرص کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے

٦٥/٩٧ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَّالٍ لَّابْتَغٰی ثَالِثًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔(بخاری : بَابُ ما یتقی من فِتنةِ المالِ صہ ٩٥٢ ج ٢ شَرْحُ السُّنّةِ صہ ٣١٧ ج ٧ رقم (٣٩٨٥) ابنِ ماجة بَابُ الأمل والأجل صہ ٣٢٢ ، مُسلم : کِتابُ الزکاۃ بَابُ کَرَاهَةِ الحِرصِ علی الدُّنیا صہ ٣٣٥ ج ١ ترمذی بَابُ مَاجاء لوکان لِابن آدم وادیان مِن مالٍ لابتغی ثالثا صہ ٥٩ ج ٢ ، دارمی صہ ٢١٥ ج ٢ رقم ٢٧٧٨)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کو تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی جب تک گور میں نہیں چلا جاتا حرص بھی نہیں جاتی اور یہ حکم بہ اعتبار اکثر کے ہے) اور اللہ تعالےٰ (حرص مذموم سے) جس بندہ کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کی حرص قبر ہی میں جا کر ختم ہوگی تو عمل شروع کرنے کے لیے حرص کے ختم ہونے کا انتظار کرنا سخت نادانی ہوگی اور حق تعالےٰ کا فضلِ خاص جس بندہ پر ہو جاوے تو وہ زندگی میں بھی حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیا۔

دنیا میں مسافر بلکہ راستہ عبور کرنے والے کی طرح رہنے کی تاکید

۹۸/۶۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

(بخاری: کِتَابُ الرِّقَاقِ بابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کُنْ فِی الدُّنیا کانک غریب او عابر سبیل ص ۹۴۹ ج ۲، احمد ص ۲۴ ج ۲ رقم ۴۷۶۳ و ص ۱۷۹ ج ۲ رقم ۶۱۶۱، ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ فِی قصر الامل ص ۵۹ ج ۲، شَرْحُ السُّنَّۃِ ص ۲۸۱ ج ۴ رقم ۳۲۲۴)

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے جسم کے کسی حصّہ کو (یعنی میرے دونوں مونڈھوں کو پکڑا جیسا کہ حسبِ عادتِ شریفہ آپ ﷺ نصیحت کرتے وقت پکڑتے) اور فرمایا تو دنیا میں اس طرح رہ گویا تو ایک مسافر ہے بلکہ تو راہ کا گذرنے والا ہے اور اپنے آپ کو ان مُردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں۔

تشریح : اس حدیثؓ میں اَوْ معنی میں بل کے ہے اور بل ترقی کے لیے آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مسافر تو کہیں کچھ دیر یا کچھ دن کے لیے ٹھہر بھی جاتا ہے لیکن راستہ عبور کرنے والا تو کسی چیز سے دل نہیں لگاتا۔

مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح موت کے سبب تمام تعلقاتِ دُنیا سے علیحدگی ہو جاتی ہے اہل، اولاد، رشتہ دار، دوست آشنا مکان، کاروبار سے اسی طرح مومن زندگی ہی میں دل کو حق تعالیٰ کی محبت سے اس طرح معمور کرتا ہے کہ وہ دُنیا میں رہتے ہوئے دُنیا سے الگ رہتا ہے ؎

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے
بلاکشانِ محبت کو کوئی کیا جانے اخترؔ

○

دور باش افکارِ باطل دور باش اغیارِ دل
سج رہا ہے شاہِ خوباں کے لیے دربارِ دل

لہ مرقات صد ١٢٦، ج ٩

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اور خود کو اور تمام اہل و عیال اور دولت و مکان وغیرہ کو اللہ تعالے کی ملکیت سمجھتا ہے۔ نہ تو اس کے ہونے سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ خُدا کو بھول جاوے اور ان کے لئے حرام اور مکروہ فعل کرنے لگے اور نہ ان کے جانے سے اتنا غم کرتا ہے کہ آخرت سے غافل ہوجاوے یا حق تعالے کی طرف سے شکایت پیدا ہو۔ اسی طرح اپنی خواہشاتِ نفسانیہ سے مُنہ پھیرتا ہے اور دل میں اس کے کوئی مطلوب اور محبوب اور مقصود سوائے حق تعالے شانہ کے نہ ہو اور موت کے سبب تو مجبوراً گناہ نہیں کر سکتا۔ لیکن زندگی میں اختیار ہوتے ہوئے گناہ کو ترک کرتا ہے صبر اور مجاہدہ سے پس ایسا شخص گویا کہ مردوں کے مشابہ ہے تارکِ دنیا ہونے میں۔

اور یہی شرح ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی ۔ ترجمہ : موت اختیار کرو قبل اس کے کہ موت آجاوے۔ پس اختیاری موت کا مفہوم یہی ہے جس کی تشریح اوپر ہوئی یعنی اپنے ارادے اور اختیار کو حق تعالے کی مرضی کے تابع کر دینا۔

اُمید اور آرزوؤں میں انہماک سے بچنے کی تاکید

۱۰۲/۶۷ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاٰخَرَ اِلٰی جَنْبِہٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا ھٰذَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذَا الْاِنْسَانُ وَھٰذَا الْاَجَلُ اُرَاہُ قَالَ وَھٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَی الْاَمَلُ فَلَحِقَہُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ[۱]۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی زمین میں گاڑی پھر ایک لکڑی اس لکڑی کے پہلو میں اور ایک لکڑی ان سے بہت دُور نصب کی اور پھر فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لکڑی (یعنی پہلی لکڑی) انسان ہے اور یہ لکڑی (دوسری جو اس کے پہلو میں ہے) موت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ کا بیان ہے کہ تیسری لکڑی کی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور یہ اُمید ہے انسان اُمید اور آرزوؤں میں گرفتار رہتا ہے کہ موت آرزوؤں کے ختم ہونے سے پہلے آجاتی ہے۔

تشریح: پس امیدوں کے ساتھ پوری طرح عمل کی فکر و محنت بھی کرتا رہے تاکہ موت جب آوے تو عمل کی حسرت نہ رہے اور آخرت کا نقصان نہ ہو۔

---

[۱] (شرح السُّنّۃ ص۱۷ ۳ ج۷ رقم ۳۹۸۶، احمد ص۲۲ ج۳، رقم ۱۱۱۳۸)

اُمت کی پہلی نیکی اور پہلا فساد

۶۸/۱۴ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ وَأَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْأَمَلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۴۷ ج ۱۰ رقم ۱۷۸۶۲، بیہقی ص ۴۲۷ ج ۷ رقم ۱۰۸۴۴)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور پہلا فساد بخل اور آرزو ہے

تشریح: یقین سے مُراد یہ ہے کہ حق تعالےٰ کے رزّاق ہونے پر یقین ہو جیساکہ ارشاد ہے : وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا[1] ترجمہ : اور نہیں ہے چلنے والا کوئی زمین پر مگر اس کی روزی حق تعالےٰ کے ذمہ ہے اور یہ ذمہ بطور احسان و فضل کے ہے یعنی وجوب تفضّلی اور احسانی ہے نہ کہ وجوبِ قانونی اور ضابطہ اور زہد کا مفہوم بے رغبت ہونا ہے دنیائے فانی سے پس جب حق تعالیٰ کی رزاقیت پر یقین ہو گا بخل نہ کرے گا اور جب دُنیا سے بے رغبت ہو گا زیادہ آرزو میں مبتلا

---

[1] سورۃ ہود پارہ ۱۲ آیت ۶

ہو کر اعمال سے غافل نہ ہو گا۔ حصول کے لحاظ سے چار باتوں پر یقین پیدا ہو جاوے تو دین کامل عطا ہو۔

۱/ اللہ تعالے کی توحید پر یقین ہونا کہ بدوں اس کے حکم کے کچھ نہیں ہوتا۔

۲/ اللہ تعالے کی رزق کی ضمانت پر یقین رکھنا۔

۳/ اللہ تعالے کا اعمالِ نیک پر جزا اور اعمالِ بد پر سزا دینے کا یقین ہونا۔

۴/ اللہ تعالے کا تمام اعمال اور احوال پر مطلع ہونے کا یقین ہونا۔

اگر ان چاروں باتوں پر یقین ایسا حاصل ہو جو دل میں اتر جاوے تو انسان آخرت کے اعمال کے لیے فارغ ہو جاتا ہے اور غفلت اور سستی سے ہلاک نہیں ہوتا یہ ارشاد شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کو صاحبِ مظاہرِ حق نے نقل کیا ہے اور شیخ قطبِ وقت امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے سے سالک کو دو باتیں حجاب میں رکھتی ہیں ایک رزق کی فکر دوسرے خوف کرنا مخلوق سے۔

زہد آرزوؤں کی کمی کا نام ہے

۶۹/۱۰۵ وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِلُبْسِ الْغَلِيْظِ وَالْخَشِنِ وَاَكْلِ الْجَشَبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قَصْرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ۔ (ص ۳۱۸ ج ۷ رقم ۳۹۸۸)

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دُنیا میں زہد اس کا نام نہیں کہ موٹے اور سخت کپڑوں کو پہن لیا جاتے اور بے مزہ کھانا کھالیا جاتے بلکہ زہد حقیقت میں آرزوؤں کی کمی کا نام ہے۔

تشریح: پس زہد کا مفہوم قلب کا دنیا سے بیزار ہونا اور آخرت کی طرف راغب رہنا ہے یعنی دنیا اس کے پاس ہو لیکن دل میں نہ ہو وہ زاہد ہے اور اگر دُنیا پاس نہیں ہے مگر دل میں حرصِ دنیا گھسی ہوئی ہے تو یہ شخص زاہد نہیں۔

جس طرح کشتی کے نیچے پانی مضر نہیں بلکہ اس کی روانی کا ذریعہ ہے لیکن پانی کا کشتی کے اندر گُھسنا اس کے ڈوبنے اور ہلاکت کا سبب ہے اسی لیے فرمایا آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ ترجمہ: مالِ صالح اچھا ہے مَردِ صالح کے لیے۔ (مِرقاۃ صہ ۱۳۲-۱۳۳، ج ۹)

یعنی صالح آدمی کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ صحیح مصرف میں استعمال ہونے سے وہ بھی صالح ہو جاتا ہے۔ پس بعض صوفیاء نے اپنے نفس کو حقیر رکھنے کے لیے عوام جیسا لباس پہنا ہے اور بعض نے امیروں کا لباس پہنا ہے اپنا حال چھپانے کے لیے۔ لیکن اس لباس سے ان کو تفاخر نہیں ہوتا اور ضرورت پر وہ قیمتی کپڑے میں کمبل یا ٹاٹ کا پیوند بھی لگانے سے عار نہیں محسوس کرتے یعنی ان کی نظر میں کمخواب اور کمبل اور موٹے کپڑے برابر ہوتے ہیں۔

زہد کی حقیقت

۷۰/۱۰۶ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَّسُئِلَ أَيُّ شَيْءٍ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قَالَ طِيبُ الْكَسْبِ وَقِصَرُ الْأَمَلِ

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ (ص ۴۰۶، ج ۷، رقم (۱۰۷۷۹)

ترجمہ: حضرت زید بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا دنیا میں زہد کس چیز کا نام ہے؟ اس کے جواب میں امام مالک رح نے فرمایا حلال کسب (روزی) اور امیدوں کی کمی۔

تشریح: کسب سے مُراد کھانے پینے کی چیزیں جو حلال ہوں اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں کو فرمایا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا[1] ترجمہ: حلال طیب کھاؤ اور اچھا عمل کرو۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکیزہ اعمال کو پاکیزہ غذا سے خاص تعلق ہے اسی طرح حرام غذا سے حرام اعمال پیدا ہوتے ہیں۔

اور فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ سورۃ البقرۃ پارہ ۲ آیت ۱۷۲۔

ترجمہ: اے ایمان والو حلال چیزیں ہم نے تم کو جو دی ہیں ان

[1] سورۃ المؤمنون پارہ ۱۸ آیت ۵۱

کو کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

اور آرزو کا مختصر ہونا اس وقت مفید ہے جب کہ موت کے خوف سے آخرت کی تیاری یعنی اعمالِ صالحہ میں لگا رہے اسی طرح دنیا سے بے رغبتی (یعنی زہد) اس شرط سے مفید ہے کہ دُنیا کی یہ بے رغبتی آخرت کی رغبت کا سبب بن جاتے۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ کسبِ حلال کو زہد میں کیا دخل ہے جو روایتِ بالا میں مذکور ہے تو جواب یہ ہے کہ بہت سے نادان کم علم سمجھتے ہیں کہ ترکِ دنیا اور موٹے کپڑے پہننے اور سوکھی روٹی کھانے کا نام زہد ہے لہٰذا اس روایت سے اس عقیدہ کی اصلاح مقصود ہے یعنی زہد کی حقیقت یہ ہے کہ حلال کھاوے اور بقدرِ ضرورت پر قناعت کرے اور آرزو کو مختصر رکھے جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ زہد اس کا نام نہیں کہ نعمتِ حلال کو اپنے اوپر حرام کرلے۔ یا اپنے مال کو ضائع کردے بلکہ زہد دنیا میں یہ ہے کہ جو کچھ اپنے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ اعتماد اس پر کرے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

تین باتیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی

٧١/١١٠ وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلِمَةً صَبَرَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَابَ فَقْرٍ وَّاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُكُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَّزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّعِلْمًا فَهُوَ یَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَیَصِلُ رَحِمَهٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰهِ فِیْهِ بِحَقِّهٖ فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَّزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّیَّةِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَّعَمِلْتُ فِیْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَّعَبْدٍ رَّزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ یَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَّا یَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَلَا یَصِلُ رَحِمَهٗ وَلَا یَعْمَلُ فِیْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَّمْ یَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَهُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَّعَمِلْتُ فِیْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِیَّتِهٖ وَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ [1]

---

[1] ترمذی: كِتابُ الزُّهدِ بابُ ماجاءَ مثل الدّنیا مِثلُ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ: صـ ٥٨، ج٢ و مسند احمد: صـ ٢٨٣، ج٤ (رقم ١٨٥٤) و ابن ماجة كِتَابُ الزهدِ بَابُ السُّنّة: صـ ٣٢٢، شرحُ السُّنّة: صـ ٣٢٠، ج٧ (رقم ٩٩٢)

ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا تین باتیں ہیں جن پر مَیں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے مَیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں تم اس کو محفوظ رکھو۔ وہ تین باتیں جن پر مَیں قسم کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کا مال صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا (یعنی صدقہ کرنا اگرچہ بظاہر صورت میں نقصان ہے لیکن چوں کہ دُنیا میں موجبِ خیر و برکت اور آخرت میں حصولِ ثواب کا سبب ہے، اِس لیے حکم میں زیادتی کے ہے نہ کہ نقصان کے) اور جس بندہ پر ظلم و زیادتی کی جاتی اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالےٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے (یعنی اپنے نزدیک اس کو زیادہ معزّز بنا لیتا ہے جس طرح ظالم کو اپنے نزدیک ذلیل رکھتا ہے یا مظلوم کی عزت انجامِ کار دنیا میں بڑھا دیتا ہے جس طرح ظالم کو ظلم کے سبب ایک دن ذلّت کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے اور اکثر معاملہ برعکس کر دیا جاتا ہے کہ ظالم کو مظلوم کے آگے ذلیل کر دیا جاتا ہے) اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بغیر حاجت و ضرورت محض زیادتیِ مال کی غرض سے لوگوں سے مانگنا شروع کیا) اللہ تعالےٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے (کہ طرح طرح کی حاجتیں اس کو پیش آتی ہیں یا اس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے جو اس کے پاس ہے جس سے وہ نہایت خرابی میں پڑ جاتا ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حدیث کا میں نے ذکر کیا تھا اب اس کا بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے ایک تو اس بندہ کے لیے جس کو اللہ تعالےٰ نے مال اور علم عطا فرمایا پس وہ مال کو خرچ کرنے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا) اور رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے (مثل زکوٰۃ اور کفّارات اور ضیافت وصدقات) اس شخص کا بڑا درجہ ہے اور دوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ علم کے سبب سچّی نیّت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا اس کو بھی پہلے بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے مال دیا اور علم نہیں دیا۔ پس علم نہ ہونے کے سبب وہ اپنے مال کو بُری طرح خرچ کرتا ہے نہ تو خرچ کرنے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے۔ نہ اللہ تعالےٰ کا حق اپنے مال سے نکالتا ہے نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح خرچ کرتا (یعنی بُرے کاموں میں) یہ بندہ اپنی نیت کے

سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ تیسرے شخص کے گناہ کے مانند ہے۔

تشریح: یہاں نیت سے مُراد عزمِ معصیت ہے آدمی گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا ہے اور عزم و ارادہ سے یہاں مُراد یہ ہے کہ اس کی طرف سے گناہ کرنے میں کوئی رُکاوٹ نہ تھی مگر اس کو کوئی مجبوری پیش آئی جس سے گناہ پر قدرت نہ پاسکا اور اگر قدرت پاتا تو ضرور گناہ کر لیتا۔ پس زنا کا ارادہ کیا تو اس ارادہ کا گناہ ملے گا البتہ زنا کے ارادہ کا گناہ زنا کے برابر نہیں ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ گناہ گار کو صرف وسوسہ شیطان ڈالے تو اس کو ہاجس کہتے ہیں اس درجہ میں عمل کا ارادہ نہیں ہوتا۔ اسی سبب سے اس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا اس کے بعد درجہ ہَمّ کا ہے یعنی قصد اور نیت کرنا کسی عمل کا پس خیر اور اچھے عمل کی نیت پر بھی کامل عمل کا ثواب ملتا ہے اور بُرے عمل کی نیت پر معین لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد درجہ عزم کا ہے جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا اس پر مواخذہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بندے کے ساتھ بھلائی کے ارادہ کی علامت

۱۱۱/۷۲ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَہٗ فَقِیْلَ وَکَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ یُوَفِّقُہٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔ (کتابُ الزُّھدِ بابُ ماجاءَ أنَّ اللہَ کتبَ کتابًا لِأھلِ الجنّۃِ ص۳۶ ج۲ و مسند احمد ص۱۰۶ ج۳ رقم ۱۲۰۴۲ شرحُ السُّنّۃ ص۳۲۱ ج۷ رقم ۳۹۹۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔ پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ بھلائی کے کام کیونکر کراتا ہے یا رسول اللہ! فرمایا موت سے پہلے اس کو عملِ نیک کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے زندگی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس میں زیادہ نیک کام کر سکتا ہے۔

عاقل ومحتاط شخص کون ہے اور احمق وناداں کون ہے؟

٧٣/١١٢ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوٰهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔ (ترمذی ابوابُ صفۃ القیامۃِ بابُ استحبابُ طولِ العمر للطاعۃِ وغنی المال للخیر ص٢٧ ج٢، ابنِ ماجۃ کتاب الزہد بابُ ذکرِ الموت واستعدادِلہ ص٣٢٤ شرحُ السُّنّۃِ: کتابُ الرقاق بابُ الاجتنابِ من الشّہواتِ ص٣٣٣ ج٧ رقم ٤٠١١ - ٤٠١٢) بیہقی ص٣٥٠ ج٧ رقم (١٠٥٤٦)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل ومحتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور فرماں بردار کرے اللہ تعالےٰ کے امر کا اور عمل

کرے مابعد موت کے لیے اور احمق و نادان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور اللہ تعالےٰ سے بخشش کا آرزومند ہو۔

تشریح: یعنی بُرے اعمال کے ساتھ حق تعالےٰ سے یہ نیک اُمید رکھتا ہے کہ میرا رب کریم اور غفور ہے اور بُرائی کو ترک نہیں کرتا یہ سخت دھوکہ ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ[1] ○ ترجمہ: تحقیق کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت نیک کاروں اور صالحین کے قریب ہے اور ارشاد ہے: اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَ اَنَّ عَذَابِىْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ[2] ○ میں غفور و رحیم ہوں اور بلاشبہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ حاصل یہ کہ نیک عمل کرکے اُمیدوار رہے اور قبولیت کی دُعا کرتا رہے اور ڈرتا رہے اس کے عذاب سے۔ علماء و مشائخ فرماتے ہیں کہ گناہ پر دلیر رہنا اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سہارے پر یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ صفتِ رزّاقیت پر اعتماد کرکے کیا کوئی گھر بیٹھتا ہے؟ کہ روزی اس کے منہ میں آوے گی۔ وہاں تو رات دن دوڑے دوڑے پھرتے ہیں اور صفتِ غفوریت پر اتنا یقین کہ اعمالِ صالحہ چھوڑ کر گناہوں پر دلیر ہیں یہ محض حماقت اور دھوکہ نہیں تو کیا ہے؟ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون عمل کے جنت کو طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور اُمیدِ شفاعت رکھنا بے سبب و

---

[1] سُوْرَةُ الْأَعْرَافِ پارہ ۹ آیت ۵۶ [2] سُوْرَةُ الْحِجْرِ پارہ ۱۴ آیت ۴۹-۵۰

بے علاقہ ایک قسم ہے فریب کی۔ اور رحمت کی اُمید رکھنا بغیر عمل و اطاعت جہالت وحماقت ہے ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون نیک اعمال کے آرزو اور امیدیں رکھنا یہ احمقوں کی وادی ہے ایسی باطل اُمیدوں سے شیطان نے ان لوگوں کو بے وقوف اور بے عمل بنا رکھا ہے ۔ بعض نے کہا دان نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ روز کرے اگر اچھے اعمال ہوں تو شکر کرے ۔ بُرے اعمال ہوں تو توبہ کرے اور تلافی کرے ۔ قبل اس کے کہ قیامت کے دن حساب ہو۔

مالداری کس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے؟

۷۴/۱۱۳ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَأْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَاكَ طَيِّبَ النَّفْسِ قَالَ اَجَلْ قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ (مسند احمد ص ۴۳۵، ج ۵ رقم ۲۳۲۲۰، وص ۴۴۵ ج ۵ رقم ۲۳۲۹۰)

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تشریف لائے

آپ ﷺ کے سر مبارک پر غسل کرنے کی تری تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہم آپ کو خوش دیکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگ دولت مندی کی گفتگو میں مشغول ہو گئے (کہ وہ اچھی ہے یا بُری) رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے (یہ گفتگو سُن کر) فرمایا جو شخص اللہ تبارک و تعالےٰ سے ڈرے اس کے لیے دولت مندی بُری چیز نہیں ہے اور متقی کے لیے صحت (جسمانی) دولت سے بہتر ہے اور خوش دلی و خوش حالی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

مال مؤمن کے لیے ڈھال ہے

۱۱۴/۷۵ وَعَنْ سُفْيٰنَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰٓؤُلَآءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَّبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ السَّرَفَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

(شَرْحُ السُّنّة كتابُ الرقاقِ بَابُ إِسْتِحْبَابِ طُولِ العمرِ و تمنی المال للخیر ص ۳۲۱ ج ۷ رقم ۳۹۹۳)

ترجمہ: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں مال کو بُرا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے حضرت سفیان کہتے ہیں کہ اگر یہ دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ بادشاہ ہم کو اپنا رومال بنا ڈالتے

یعنی ذلیل وخوار بنا دیتے اور حضرت سفیانؒ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اس کو چاہیے کہ اس کی اصلاح کرے (یعنی اس کو بڑھانے کی تدبیریں کرے اور ضائع ہونے سے بچائے) اس لیے کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر اس میں کوئی محتاج ہو گا تو وہی سب سے پہلا شخص ہو گا جو اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کر دے گا اور حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مالِ حلال فضول خرچی میں ضایع نہیں ہوتا۔

تشریح: یعنی مالِ حلال میں اسراف نہ کرنا چاہیے اور احتیاط سے خرچ کرے تاکہ زیادہ دن تک دین کی تقویت کا سبب رہے۔ یا مُراد یہ ہے کہ مالِ حلال کم ہوتا ہے اور اس قدر نہیں ہوتا کہ اس کو فضول کاموں میں اڑایا جاوے۔

مؤمن کی عجیب شان

۷۶/۱۱۸ وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (مُسلم: بَابٌ فِی اَحَادِیْثِ مُتَفَرِّقَۃٍ ص ۴۱۳ ج ۲ مسند احمد ص ۴۰۷، ج ۴ رقم ۱۸۹۶۳)

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی شان عجیب ہے اس کے تمام کام اس کے لیے خیر ہیں اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے کہ اگر اس کو خوشی حاصل ہو (یعنی فراخی رزق، خوشحالی چین اور توفیق طاعت وغیرہ نعمتیں) شکر کرتا ہے۔ پس یہ شکر اس کے لیے خیر ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچے (یعنی فقر مرض اور رنج) صبر کرتا ہے پس یہ صبر بھی اس کے لیے خیر ہے۔

تشریح: مقامِ صبر و شکر دونوں بلند مرتبہ ہیں اور دونوں پر ثواب مرتب ہوتا ہے لیکن مومنِ کامل جو نہیں ہوتا اس کو جب خوشی اور دولت ملتی ہے تو تکبّر اور خلافِ شرع باتیں کرنے لگتا ہے اور اگر ضرر پہنچتا ہے تو رونا چلّانا اور ناشکری اور شکایت و اعتراض اللہ پر کرتا ہے اور مومن کامل دونوں حالتوں میں الحمد للہ علی کل حال کہتا ہے۔

”اگر“ کا لفظ شیطان کی طرف سے ہے جو دل میں وسوسہ حسرت پیدا کرتا ہے

۷۷/۱۱۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ

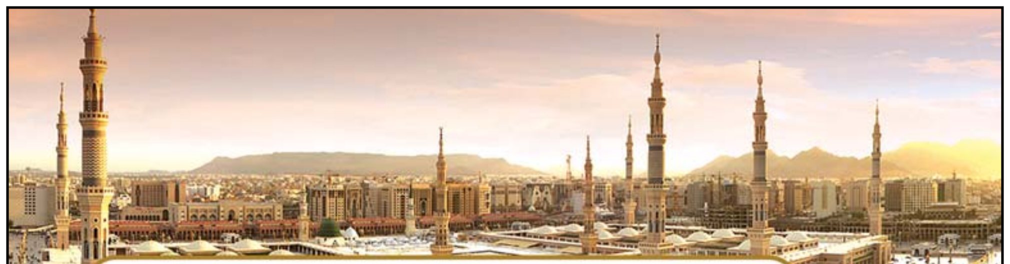

عَمَلَ الشَّیْطٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -(مسلم : بابُ الایمانِ بالقدر صہ ۳۳۸ ج ۲ ، مسند احمد صہ ۴۸۶ ج ۲ رقم ۸۸۱۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا مومن قوی (یعنی قوی ایمان و اعتقاد و توکل و جہاد اور صبر و نصیحت و تعلیم خیر کرنے میں) بہتر اور اللہ کے نزدیک محبوب ہے مومن ضعیف سے اور ہر مومن میں (قوی ہو یا ضعیف نیکی ہے ۔ جو چیز تجھ کو نفع پہنچاتے اس پر حرص کر (یعنی امر دین میں) اور (نیک عمل کرنے پر) اللہ کی مدد و توفیق طلب کر اور طلبِ استعانت سے عاجز نہ ہو اور جب تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں اس طرح کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یوں کہہ کہ اللہ نے یہی مقدّر کیا اور اللہ تعالے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اس لیے کہ "اگر" کا لفظ شیطان کے کام کو کھولتا ہے ۔ اور دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے ۔

تشریح: لفظ اگر اس لیے منع ہے کہ جو مقدر ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور شیطان لفظ اگر سے مومن کے دل میں صدمہ و حسرت پیدا کرنا چاہتا ہے ۔ حق تعالے کا ارشاد ہے : قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا[1] ۔ اے پیغمبر صلی اللہ تعالے علیہ وسلّم آپ فرما دیجئے کہ ہرگز ہم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی ہے مگر وہ جو اللہ تعالے نے ہمارے لیے لکھا ہوا ہے (اور وہ ہمارے لیے مضر نہیں اس میں بھی کوئی حکمت و مصلحت

---

[1] سُورۃ التوبۃِ پارہ ۱۰، آیت ۵۱

وخیر ہے) کیوں کہ وہ ہمارے مولیٰ ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ لَبَرَزَ الَّذِیۡنَ کُتِبَ عَلَیۡہِمُ الۡقَتۡلُ[1]۔ ترجمہ: اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی میدان میں آتے وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدّر ہو چکا ہے۔ اور لفظ اگر کے استعمال سے منع کرنا تنزیہی ہے تحریمی نہیں اور یہ تنزیہی نہی بھی جب ہے جب کہ معارضہ تقدیر کا ہو اور وہاں کوئی نفع نہ ہو۔ لیکن اگر ازراہِ تاسّف وندامت کے استعمال اس لفظ کو کرے جیسا کہ طاعت الٰہی کے فوت ہونے پر صالحین سے ثابت ہے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔

حقیقی توکل

۱۲۰/۷۸ وَعَنۡ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ لَوۡ اَنَّکُمۡ تَتَوَکَّلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمۡ کَمَا یَرۡزُقُ الطَّیۡرَ تَغۡدُوۡ خِمَاصًا وَّتَرُوۡحُ بِطَانًا رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ وَابۡنُ مَاجَۃَ۔ (ابن ماجۃ: کِتَابُ الزُّھۡدِ بَابُ التوکلِ والیقین شَرۡحُ السُّنَّۃ ص ۳۲۸ ج ۷ رقم ۴۰۰۳) ترمذی بَابُ مَاجَاءَ فِی الزَّھَادَۃِ فِی الدُّنۡیا ص ۶۰ ج ۲، مسند احمد ص ۳۸ ج ۱ رقم ۲۰۶)

---

[1] سورۃُ اٰلِ عمرانِ پارہ ۴ آیت ۱۵۴

ترجمہ: حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ اگر تم اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرلو جیسا کہ بھروسہ کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) جاتے ہیں۔

تشریح: توکل کا حق یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے ہاتھ میں اپنا ضرر یا نفع، رزق، فقر، غِنا، عطا، مرض، صحت، عزّت، ذِلّت، موت حیات وغیرہ نہ سمجھے اور یقین کرے کہ یہ سب حق تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے پس کسی نعمت کی طلب میں بہت رنج نہ اٹھائے اور حرص اور مبالغہ نہ اٹھائے کہ حلال و حرام کا فرق بھی نہ کرے۔

علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص توکل کا مفہوم یہ سمجھے کہ بس زمین پر پڑا رہے اور تدابیر و کسبِ معاش نہ کرے تو وہ جاہل ہے منقول ہے کہ کوّے کا بچّہ جب انڈے سے نکلتا ہے تو سفید ہوتا ہے جو کوّے کو بُرا لگتا ہے اور چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے حق تعالےٰ اس کی طرف رزق کے لیے مکھّی اور چیونٹی بھیجتے ہیں کچھ دن میں وہ سیاہ ہونے لگتا ہے پھر کوّا اس کو لے کر پرورش کرتا ہے۔ اور اسی طرح بہت سے واقعات ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ تدبیر نہ کرے چڑیوں کا باہر نکلنا بھی تدبیر ہے اور انسان کے لیے اس کے مناسب تدبیر ہو گی۔ البتہ بھروسہ تدبیر پر نہ کرے تدبیر صرف بھیک کا پیالہ ہے اور دینے والے حق تعالیٰ شانہ ہیں۔ یہ مثال احقر مولف کے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی تھی۔

کوئی جاندار اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کرلے

۱۲۱/۷۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُّقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِّنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُّقَرِّبُكُمْ مِّنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيَ اَنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ۔ (شرح السُّنّۃ ص ۳۳۰ ج ۷ رقم ۴۰۰۸، بیہقی ص ۲۹۹ ج ۷ رقم ۱۰۳۷۶)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور رکھے مگر وہ جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تم کو دوزخ سے قریب کر دے اور جنت سے دور رکھے مگر وہ چیز جس سے میں نے تم کو منع کر دیا ہے اور جبرئیل نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جاندار اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہیں کر لیتا (پس جب ایسا ہے کہ جو رزق مقدر کیا ہے وہ پہنچنے والا ہے تو) خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی بچو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے) اور رزق کے حاصل کرنے اور ڈھونڈنے میں اعتدال سے کام لو اور رزق پہنچنے میں تاخیر کہیں تم کو اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کو گناہوں کے ارتکاب سے حاصل کرو اس لیے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت ہی کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔

تشریح: اگر گناہوں اور نافرمانیوں کے باوجود کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں اور کشادگی و دولت میں دیکھو تو وہ نعمت اس کے لیے عذاب ہے نعمت نہیں۔ اسی طرح کا مضمون ایک حدیث میں احقر مؤلف کی نظر سے گذرا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مصیبت اللہ تعالیٰ سے قریب کر دے تو وہ بندہ کے لیے نعمت ہے اور جو نعمت

اللہ تعالیٰ سے دُور کردے وہ اس بندہ کے لیے مصیبت ہے ۔ احقر مولف عرض کرتا ہے کہ میرے مرشد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عارف محقّق نے کسی صوفی کو دیکھا کہ اس نے لذیذ شوربہ کو زہد کے خلاف سمجھ کر اس میں پانی ملا دیا اور بے مزہ کر کے کھایا محقّق عارف نے فرمایا کہ یہ صوفی عارف ہوتا تو ایسا نہ کرتا لذیذ شوربہ کھاتا اور اس کے دل میں ہر لقمہ پر شکر نکلتا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میاں اشرف علی جب پانی پیا کرو تو ٹھنڈا پیا کرو تاکہ ہر بن مُو سے شکر نکلے ۔

زہد کیا ہے؟

١٢٢/٨٠ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَۃِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقَ بِمَا فِیْ یَدَیِ اللّٰہِ وَاَنْ تَکُوْنَ فِیْ ثَوَابِ الْمُصِیْبَۃِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِھَا اَرْغَبَ فِیْھَا لَوْ اَنَّھَا اُبْقِیَتْ لَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّعَمْرُوبْنُ وَاقِدِ الرَّاوِیُّ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ (ترمذی: أبوَابُ الزُّھْدِ بَابُ الزَّھَادَۃِ فِی الدُّنیا صہ ٥٩ ج ٢ فی الدنیا صہ ٣٠١ ۔)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا زہد حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت) اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو اللہ تعالٰی کے ہاتھوں میں ہے اور زہد یہ ہے کہ جب تجھ پر کوئی مصیبت پڑے تو تو اُس مصیبت میں ثواب کا طالب ہو اور اس میں بہت رغبت کرنے والا ہو اگر وہ مصیبت تیرے لیے باقی رکھی جاتی۔

تشریح: بعض جاہل فقیر زہد کا مطلب اللہ کی حلال نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کر لینے کو سمجھتے ہیں اور یہ محض جہالت ہے۔ حق تعالٰی شانہٗ فرماتے ہیں: لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ[1] ترجمہ: نہ حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو کہ جنہیں حق تعالٰی نے حلال کیا ہے تمہارے لیے۔

حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ کون کمال رکھتا ہے پس فرماتے ہیں کہ یہ جو بعضے جاہل کرتے ہیں کہ زاہد بننے کے لیے گوشت حلوا اور پھلوں اور اچھے کپڑوں کو ترک کر دیتے ہیں یہ زہد نہیں ہے۔ اسی طرح مال کو ضائع کرنے کا نام بھی زہد نہیں ہے بلکہ زہد نام ہے کہ حق تعالٰی کے وعدوں پر پورا اعتماد کرے رزق کے باب میں اور حق تعالٰی کی طرف سے ایسی جگہ سے رزق پہنچانے پر کہ تیرا وہاں سے گمان بھی نہ

[1] سُوْرَۃُ المَآئِدَۃِ پارہ ۷ آیت ۸۷

ہو اور اعتماد اپنے فانی خزانوں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے باقی خزانوں پر کرے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ[1] ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے فانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی ہے اور دُنیا سے اُنس اور اطمینان نہ پکڑے اور آخرت کو محبوب رکھے اور آخرت کے ثواب کی اُمید پر دُنیا کے مصائب سے نہ گھبرائے یہ باتیں سب زہد کی ہیں نہ کہ حرام کرنا حلال کا اور ضائع کرنا مال کا۔

قلم اُٹھا کر رکھ دیے گئے صحیفے خشک ہو گئے

۸۱/۱۲۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰٓى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰٓى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔ (ترمذی: أبوابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ ص ۷۸، ج ۲، مسند احمد ص ۴۰۰ ج ۱ رقم ۲۸۰۷)

---

[1] سورۃ النحل پارہ ۱۴، آیت ۹۶

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! اللہ تعالے کے احکام امر و نہی کو محفوظ رکھ اللہ تعالے تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھے گا (دنیا میں آفات و مکروہات سے اور عقبیٰ میں طرح طرح کے عذاب سے) اور محفوظ رکھ تو اللہ کے حق کو (یعنی اس کو ہمیشہ یاد رکھ اور اس کی قدرتوں میں فکر کر اور اس کا شکر ادا کر) تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو سوال کا ارادہ کرے تو اللہ تعالے ہی سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ اور یہ بات یاد رکھ کہ ساری مخلوق اگر جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہے تو ہرگز تجھ کو نفع نہ پہنچا سکے گی مگر صرف اتنا جتنا کہ اللہ تعالے نے تیرے مقدّر میں لکھ دیا ہے اور گر سب آدمی جمع ہو کر تجھ کو ضرر پہنچانا چاہیں تو ہرگز تجھے ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر صرف اتنا جتنا کہ اللہ تعالے نے تیرے مقدّر میں لکھ دیا ہے۔ قلم اُٹھا کر رکھ دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔

تشریح: اللہ تعالے کو سامنے پاوے گا یعنی گویا کہ حق تعالے کو دیکھ رہا ہے کیونکہ اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو اللہ تعالے تجھے ضرور اور بالیقین دیکھ رہے ہیں اور اس مراقبہ کا نام شریعت میں احسان ہے اور اس مراقبہ اور فکر و دھیان کی برکت اور مشق سے جب ماسوی اللہ نظر سے فنا ہو جاوے تو یہ کمالِ ایمان ہے اور گویا کہ تو اس وقت حق تعالے کو دیکھتا ہے پس

پہلا حال مراقبہ کہلاتا ہے اور دوسرا حال مشاہدہ کہلاتا ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ جب تو اطاعت کرے گا اللہ تعالےٰ کی تو حق تعالےٰ تیری ہر حالت اور مشکل میں مدد فرمائیں گے اور اس کو آسان فرمائیں گے اور اللہ تعالےٰ ہی سے ہر حالت میں دُعا کرے کہ حدیث میں وارد ہے جو اللہ تعالےٰ سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اور زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک ہی سے مانگنا بھی چاہیے۔ اور حق تعالےٰ ہی کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ حق تعالےٰ کی نصرت صبر کے ساتھ ہے اور کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے یعنی ہر تنگی کے بعد کشادگی ہے اور ہر غم کے بعد راحت اور خوشی ہے جیسا کہ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا[1]۔ میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

تقدیرِ الٰہی پر راضی رہنا نیک بختی ہے

۱۲۴/۸۲ وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ (مسند احمد ص ۲۱۳، ج ۱ رقم ۱۴۴۸، كِتَابُ الْقَدَرِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَا بِالْقَدَرِ ۔)

---

[1] سُورۃ انشراح پارہ ۳۰، آیت ۵

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی نیک بختی یہ ہے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اس کے لیے مقدّر کر دیا ہے اس پر راضی رہے اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے خیر اور بھلائی کو مانگنا چھوڑ دے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ اس کے مقدّر میں لکھا ہے وہ اس سے غضب ناک اور ناخوش ہو ۔

تشریح: آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے خیر طلب کرتا رہے اور پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ عطا فرمائیں اس پر راضی رہے اور راضی ہونا قضائے الٰہی پر بڑی نعمت ہے اس مقام کا نام افخم ہے اور ابن آدم کے لیے یہ بڑی سعادت ہے کیونکہ جب بندہ تقدیرِ الٰہی پر راضی رہتا ہے تو عبادت کے لیے فارغ رہتا ہے برعکس اس کے کہ ناراض ہو فیصلۂ الٰہی سے ہر وقت متفکر اور پریشان رہتا ہے کیونکہ کوئی انسان مصائب اور حوادث سے خالی نہیں ۔ اہل اللہ تسلیم و رضا کی برکت سے ہر حالت میں پُرسکون ہیں ؎

خوشا حوادثِ پیہم خوشا یہ اشکِ رواں
جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے

؎ وہ تو کہیئے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غمِ زیست گوارا کرنا

ہر فکر اور ہر تردّد میں استخارہ اور استشارہ کرلے پھر ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی خطرہ نہیں جیسا کہ حدیث میں بشارت ہے استخارہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنا اور استشارہ اہلِ تجربہ عاقل بندوں سے مشورہ لینا ہے۔

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ

(مرقاۃ ص ۱۶۷ ج ۹)

ترجمہ: نہیں نامراد ہوا جس نے استخارہ کیا اور نہیں نادم ہوا جس نے مشورہ کیا اور نہیں تنگدست ہوا جس نے خرچ میں میانہ روی کی یعنی فضول خرچی سے احتیاط کی اور اعتدال کی راہ پر خرچ کیا (حدیث)

حضرت مولانا حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غم سے نفس کو تکلیف ہوتی ہے مگر روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔

ے میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

ے عارف جنونِ درد پسندی نے بارہا
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

انسان اپنے خیر و شر کو نہیں سمجھ سکتا حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

سورۃ البقرۃ پارہ ۲، آیت ۲۱۶۔

ترجمہ : قریب ہے یہ کہ تم بُری سمجھو کسی چیز کو اور بھلی ہو تمہارے لیے اور قریب ہے کہ درست سمجھو کسی چیز کو اور وہ بُری ہو تمہارے لیے اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔

تقویٰ کے دو خاص انعام

۱۲۶/۸۳ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰیَۃً لَّوْ اَخَذَ النَّاسُ بِھَا لَکَفَتْھُمْ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ۔ (مسند احمد صـ۲۱۲ ج ۵ رقم ۲۱۶۰۶، دارمی صـ۲۴۱ ج ۲ رقم (۲۷۲۵)، ابنِ ماجۃ بابُ الوَرعِ والتَّقوٰی صـ ۳۱۱)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے) وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرے اللہ تعالےٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال اور گمان تک نہیں ہوتا۔

تشریح: یعنی متقی بندہ کو حق تعالےٰ شانہٗ ہر غم سے خلاصی دیتے ہیں اور

بے رنج و تردّد ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے کسی متقی بندہ کی صحبت اور اس کی تربیت سے لہٰذا اللہ والوں کی صحبت کا اہتمام نہایت ضروری سمجھنا چاہئیے کیونکہ مقدمۂ ضروری کا ضروری ہوتا ہے۔

رزاق صرف اللہ ہے

۸۴/۱۲۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (ترمذی: کتابُ القراءاتِ صـ۱۲۲، ج ۲۔)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ آیت سکھائی کہ میں رزق دینے والا اور طاقت وَر اور متین ہوں۔

تشریح: یہ قراۃِ شاذہ ہے اور قراۃِ مشہورہ یہ ہے اِنَّ اللہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ۞[1] حاصل یہ ہے کہ بندہ کو صرف اپنے قوی متین رزاق مولیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

ل[1] سورۃُ الذاریات پارہ ۲۷ آیت ۵۸

رشتہ داروں اور بے کسوں کی خبر گیری کی برکت سے رزق دیا جانا

۸۵/۱۲۸ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ (ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ فِى الزَّهَادَةِ فِى الدّنیا ص۶۰ ج۲-)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور دوسرا کچھ پیشہ کرتا تھا۔ پیشہ ور بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی (کہ یہ کچھ کام کاج نہیں کرتا پس اس کے خرچ کا بوجھ بھی مجھ ہی پر پڑتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تجھ کو اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین سیکھنے کے لیے دنیا کا شغل اور تدبیر کسبِ معاش کا ترک جائز ہے بشرطیکہ اہل وعیال نہ رکھتا ہو اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کر کے اپنے کو ذلیل نہ کرتا ہو یعنی متوکل ہو اور کسی کا حق واجب ضائع نہ کرتا ہو اور یہ بات بھی اس

حدیث سے ثابت ہوئی کہ اپنے رشتہ داروں اور بیکسوں کی خبر گیری اور ان پر خرچ کرنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کے انعامات

۸۶/۱۲۹ وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ اَھْلَکَہٗ وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ الشُّعَبَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

(: بابُ التوکّل والیقین ص ۳۰۷۔)

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے (یعنی اس کو ہر طرح کی فکریں ہیں) پس جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکروں میں مشغول ومنہمک رہا) اللہ تعالےٰ اس کی پروا نہیں کرتا خواہ کسی جنگل میں اس کو ہلاک کردے اور جس نے اللہ تعالےٰ پر توکّل کیا اور اپنے کاموں کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کردیا اللہ تعالےٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث پر عمل کرنے والوں کی زندگی نہایت پُرسکون ہوتی ہے حضرت حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیا اللہ کے قلوب میں جو چین اور اطمینان ہے سلاطین کو خواب میں بھی میّسر نہیں اللہ تعالےٰ ہم سب کو یہ دولت عطا فرمائیں۔ آمین

اطاعت پر وعدۂ نصرت

۱۳۰/۸۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِيْدِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاهُ اَحْمَدُ (مسند احمد ص۴۷۷ ج ۲ رقم ۸۷۲۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو مینھ برساؤں جب کہ وہ سوتے ہوں اور دن کو آفتاب نکالوں (تاکہ وہ اپنے امورِ معاش میں مشغول ہوں) اور بادل کے گرجنے کی آواز ان کو نہ سناؤں (تاکہ نہ ڈریں اور نہ گھبراویں)۔

انعامِ صبر و توکل

۱۳۱/۸۸ وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِهِمْ مِّنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِّيَّةِ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَی الرَّحٰی فَوَضَعَتْهَا وَاِلَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْهُ ثُمَّ قَالَتِ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ

بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتِ امْرَاَتُہٗ نَعَمْ مِّنْ رَّبِّنَا وَقَامَ اِلَی الرَّحٰی فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَوْلَمْ یَرْفَعْھَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ احمد۔(مسندِ احمد صہ۴۷۶ ج۲ رقم (۱۰۶۶۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے اہل وعیال کے پاس آیا جب اس نے ان کی حاجت وفقر و فاقہ کو دیکھا تو جنگل کی طرف چلا گیا جب عورت نے دیکھا (کہ اس کے شوہر کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ شرم کی وجہ سے باہر چلا گیا ہے) تو وہ اٹھی اور چکی پر پہنچی اور اس کو صاف کیا پھر تنور کی طرف گئی اور اس کو گرم کیا اور پھر اللہ تعالےٰ سے یہ دُعا کی اے اللہ ہم کو رزق عطا فرما پھر اس نے دیکھا کہ اچانک چکّی کا گرانڈ آٹے سے بھرا ہوا ہے پھر وہ تنور کی طرف گئی تو دیکھا اس میں روٹیاں بھری ہوئی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں اس کا شوہر آگیا اور کہا کیا تم کو میرے جانے کے بعد کہیں سے کھانے کا سامان مل گیا عورت نے کہا کہ ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا ہے پس اس شخص کو تعجب ہوا اور چکی کے پاس کھڑا ہوا اور اس کا پاٹ اٹھایا تا کہ اس کا اثر دیکھے اس واقعہ کا ذکر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم سے کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص چکی کا پاٹ نہ اُٹھاتا تو چکّی قیامت تک گردش کرتی رہتی اور اس سے آٹا نکلتا رہتا۔

تشریح: یہ انعام صبر و توکّل کی برکت سے عطا ہوا تھا اور یہ واقعہ حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانہ کا ہے۔ اگلی اُمّت کا نہیں۔

رزق موت کی طرح یقینی ہے

۸۹/۱۳۲ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ۔ (ص ۸۹ ج ۶ رقم ۷۹۰۸)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق بندہ کو اسی طرح ڈھونڈھتا ہے جس طرح اس کی موت اس کو ڈھونڈتی ہے۔

تشریح: یعنی جس طرح موت یقینی ہے اور بدون تلاش اپنے وقت پر آجاتی ہے اسی طرح رزق بھی یقینی ہے اپنے وقت پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ رزق بندہ کو ڈھونڈ لیتا ہے بلکہ موت سے زیادہ رزق اپنی رفتار میں تیز ہے کیونکہ موت نہیں آتی جب تک کہ بندہ اپنا رزق تمام کا تمام نہیں کھالیتا۔ پس رزق کے لیے اللہ تعالےٰ پر پورا اعتماد کرنا چاہیئے اور مضطرب اور پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ متوسط درجہ میں تدبیر اختیار کرنا کافی ہے کہ حقِ عبودیت ادا ہوتا ہے تدابیر اختیار کرنے سے۔ مگر اس طلب میں اجمال ہو کاوش و اضطراب نہ ہو۔

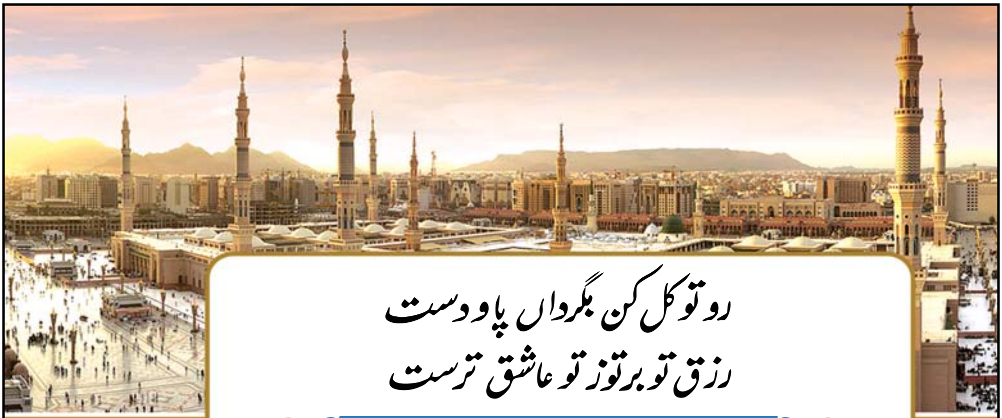

رو توکل کن بگرداں پا و دست
رزق تو بر توز تو عاشق ترست

ایذا رسانیوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و تحمل اور ظالموں کے لیے دعا

۱۳۳/۹۰ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِىْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ ضَرَبَهٗ قَوْمُهٗ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔(مُسلم : كتابُ الجهادِ بابُ غزوةِ اُحُد صد ۵۰۸ ج ۲ والبخارى : كِتابُ استتابة المعاندين والمرتدين صد ۱۲۴ ج ۲ وشرحُ السُّنّة صد ۹۴ ج ۷، رقم ۳۶۴۳)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ گویا میں اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں جس کو اس کی قوم نے مارا اور لہولہان کر دیا۔ وہ نبی اپنے چہرے سے خُون پونچھتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ اے اللہ! تو میری قوم کو بخش دے کہ وہ میری حقیقت سے واقف نہیں ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ ساتھ جہل کے کمتر ہے بہ نسبت گناہ ساتھ علم کے پس منقول ہے وَيْلٌ لِّلْجَاهِلِ مَرَّةً وَّوَيْلٌ لِّلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ[1] ترجمہ: جاہل کے واسطے ایک بار افسوس ہے اس کے

---

[1] مرقاۃ صد ۱۷۴ ج ۹

بُرے عمل پر اور عالم کے واسطے سات بار افسوس ہے اس کے بُرے عمل پر
علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ اس
حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام مُراد ہوں۔ روایت میں ہے کہ حضرت
نوح علیہ السلام کی قوم ان کو اس قدر مارتی تھی کہ خون آلودہ ہو جاتے اور
مدتوں زمین پر پڑے رہتے پھر اُٹھتے اور دعوت دیتے اللہ کی طرف
اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس حدیث میں خود حضرت صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ گرامی کو مُراد لیا ہے اور یہ ظاہر تر ہے کیوں کہ
یہ روایت حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اُحد کے دن روایت
کی گئی جب آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خون آلودہ تھے۔

مخلص بندوں کے لیے ایک نقد انعام

۱۳۶/۹۱ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَرَأَیْتَ الرَّجُلَ یَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَیْرِ وَیَحْمَدُہُ النَّاسُ
عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّیُحِبُّہُ النَّاسُ عَلَیْہِ قَالَ تِلْکَ عَاجِلُ
بُشْرَی الْمُؤْمِنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔ (مُسلم کتابُ البر والصلۃ
بَابُ إذا اثنیٰ علی الصالح فھی البشریٰ ولا تضرہُ صہ ۳۳۲ ج ۲
وابن ماجۃ: ابواب الزھد باب ثناء الحسن صہ ۳۱۱
وشرحُ السُّنّۃ صہ ۳۴۵ ج ۷ رقم ۴۰۳۵

ترجمہ: حضرت ابی ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے پوچھا گیا اس شخص کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے جو نیک کام کرتا ہے اور لوگ اس کے کاموں کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں (کیا اس کے اعمالِ خیر کا ثواب قائم رہتا ہے یا باطل ہو جاتا ہے) آپ نے فرمایا یہ (تعریف کرنا) مومن کے لیے فوری خوش خبری ہے (اور اصل خوش خبری آخرت میں ہے)

تشریح: یعنی جب اخلاص کے ساتھ صرف رضائے الٰہی کے لیے طاعات کیں اور پھر مخلوق بھی ایسے نیک بندوں کی تعریف کرتی ہے تو یہ مقبولیت او محبوبیت او تعریف اس کے لیے حق تعالٰے کی طرف سے دُنیا میں نقد انعام ہے اور نقد بشارت ہے اور آخرت میں ثواب اولے درجہ سو وہ الگ ملے گا۔

طالبِ آخرت کو جمعیتِ قلب اور طالبِ دنیا کو افلاس و پریشانی ملتی ہے

۱۳۹/۹۲ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَتْ نِیَّتُہٗ طَلَبَ الْاٰخِرَۃِ جَعَلَ اللّٰہُ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمْلَہٗ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ وَّمَنْ کَانَتْ نِیَّتُہٗ طَلَبَ الدُّنْیَا جَعَلَ اللّٰہُ الْفَقْرَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَشَتَّتَ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَلَا یَاْتِیْہِ مِنْھَا اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ اَبَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ۔ (ابنِ ماجۃ: کتابُ الزّھد باب الھم بالدنیا ص ۳۰۲ حلیۃ ص ۳۳۵ ج ۶ ، ترمذی: ابوابُ صفۃِ القیامۃِ ص ۳۰۷ ج ۲ شرحُ السُّنّۃِ ص ۳۴۸ ج ۷ رقم ۲۰۳۴ ، مسند احمد ص ۲۱۷ ۔ ۲۱۸ ج ۵ رقم ۲۱۶۴۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی نیت (اعمالِ خیر سے) آخرت کی طلب ہو اللہ تعالٰی اس کو غنائے قلبی عطا فرماتا ہے (یعنی اس کو مخلوق سے بے پروا کر دیتا ہے) اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینانِ خاطر بخشتا ہے دُنیا اس کے پاس آتی ہے اور وہ دُنیا کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے اور جس شخص کی نیت (اعمال میں) دُنیا کا حاصل کرنا ہو اللہ تعالٰی اِفلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے (یعنی فقر و افلاس اس کو محسوس

ہونے لگتا ہے) اور اس کے کاموں میں انتشار اور پریشانی پیدا کرتا ہے اور دنیا اس کو صرف اس قدر ملتی ہے جتنا کہ اللہ نے اس کے لیے مقدر کیا ہے

تشریح: یعنی جو آخرت کو مطلوب اور مقصود بناوے گا حق تعالےٰ کی طرف سے اس کو قلبی جمعیت اور سکون عطا ہوتا ہے اور اس کے لیے رزق کو آسان فرمادیتے ہیں اور اگر آخرت کو پس پشت ڈالا اور دنیا کو مقدم اور مطلوب ومقصود بنایا تو اس کو قلبی پریشانی اور سرگردانی رہتی ہے اور رزق وہی ملتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہے محض ہوس وطمع سے تقدیر سے زیادہ نہیں ملا کرتا ۔

دین کے رنگ میں دنیا داروں کو دھوکہ دینے کی عبرتناک سزا

۹۳/۱۴۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَّخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِءُوْنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰٓی اُولٰٓئِکَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِیْمَ فِیْهِمْ حَیْرَانَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔

(ابواب الزهد باب ماجاء فی ذهاب البصر ص ۶۹ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے

پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعہ دُنیا داروں کو دھوکہ دیں گے (یعنی اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لیے دُنبوں کے چمڑے کے کپڑے پہنیں گے (یعنی موٹے کپڑے مثل کمبل وغیرہ کے تاکہ لوگ ان کو عابد و زاہد اور تارکِ دُنیا سمجھیں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں اور نرم ہوں گی یعنی ان کی باتیں خوشگوار لذیذ اور نرم ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (یعنی سخت اور بے رحم) اللہ تعالےٰ اس کی نسبت فرماتا ہے کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکہ دیتے ہیں یا میرے ڈھیل دے دینے کے سبب سے مغرور ہو گئے ہیں میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر انہیں میں سے بلا و فتنہ کو مسلط کروں گا (یعنی ان پر ایسے حکّام اور امراء یا اشخاص کو مقرر کروں گا جو ان کو مصائب و آفات میں مبتلا کر دیں گے) ایسی بَلا اور فتنہ کہ عقلمند و دانا اشخاص اس کے دفع کرنے سے عاجز و حیران ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے خصوصی عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ جب کوئی نیک کام کریں مثلاً مدرسہ، مسجد بنوانا، وعظ کہنا وغیرہ تو خالص نیت رضائے الٰہی کا قلب میں استحضار کریں اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اعمال میں بدون صحبتِ اہل اللہ کے اخلاص نہیں پیدا ہوتا لہٰذا ہر شخص کو صحبت بزرگانِ دین کا اہتمام کرنا چاہیے۔

دِکھاوا شرکِ خفی ہے

۹۴/۱۴۵ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَآءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَآءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَآءِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ

رَوَاہُ اَحْمَدُ۔ (مسند احمد ص ۱۵۵ ج ۴ رقم (۱۷۱۴۵) حاکم: ص ۳۲۹ ج ۴)

ترجمہ: شداد بن اوس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس نے نماز پڑھی دکھانے کے لیے اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کے لیے اس نے شرک کیا اور جس نے خیرات کیا دکھانے کے لیے اس نے شرک کیا نقل کیا اسکو احمدؒ نے

تشریح: یعنی جو عمل دکھانے کے لیے کیا جاوے وہ شرکِ خفی ہے اور شرکِ جلی بُت پرستی کرنا ہے مشائخؒ سے منقول ہے مَا مَنَعَكَ مِنَ اللّٰہِ فَهُوَ وَثَنُكَ[1] ترجمہ: جو چیز تجھ کو روک دے اللہ سے (یعنی اللہ کی اطاعت سے) وہ تیرا بُت ہے۔

”ریا“ دجال کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہے

۹۵/۱۴۸ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا

[1] مظاہر حق ص ۱۸۲ ج ۴

أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخوفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِیُّ اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیَزِیْدُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَّظَرِ رَجُلٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ۔ (: باب الریاء والسمعۃ ص ۳۱۰)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے اور فرمایا خبردار! کیا تم کو میں ایک اور بات نہ بتلاؤں جو میرے نزدیک تمھارے لئے مسیح دجّال سے زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے کہا ہاں خبر دیجئے یارسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (وہ خطرناک چیز) شرکِ خفی ہے اور شرکِ خفی یہ ہے کہ مثلاً آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زیادتی کرتا ہے نماز میں (یعنی لمبے چوڑے ارکان ادا کرتا ہے) محض اس لئے کہ کوئی شخص اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔

تشریح: دجّال سے ریاء کا خطرہ زیادہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ دجّال کے جھوٹے ہونے کی علامات ظاہر ہوں گی اور مقدمۂ ریاء دل میں پوشیدہ ہوتا ہے۔

لہ سورۃ محمّد پارہ ۲۶ آیت ۳۳

کلیدِ درِ دوزخ است آں نماز
کہ درِ چشمِ مردم گذاری دراز

ترجمہ: وہ نماز دوزخ کی کنجی ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لئے لمبی چوڑی پڑھی جاتے۔

ریشم شراب اور باجوں وغیرہ کے استعمال پر عذابِ الٰہی

۱۵۵/۹۶ وَعَنْ اَبِیْ عَامِرٍ اَوْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَّرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِّحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّ خَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(باب ماجاء فیمن یستحل الخمر ویسمّیہ بغیر اسمہ ص۸۳۷ ج ۲۔)

ترجمہ: حضرت ابی عامر یا ابی مالک اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ میری اُمّت میں کچھ قومیں ایسی ہوں گی جو خز اور ریشم کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال و جائز کرلیں گی اور ان میں سے کچھ قومیں اونچے پہاڑوں کے پہلو میں قیام اختیار کریں گی یعنی ان کی جائے قیام مشہور

اور نمایاں جگہ ہوگی کہ گدا اور محتاج سب ان کو دیکھنے آئیں گے اور حاجتیں طلب کریں گے ۔ رات کے وقت ان کے مویشی (جو چرنے کو گئے تھے) واپس آئیں گے (پیٹ بھرے ہوتے اور تھنوں میں دودھ بھرا ہوا) اور ایک سائل ان کے پاس حاجت کے سبب آئے گا (تاکہ مویشی کے دودھ سے محظوظ ہو) وہ اس سے کہدیں گے کہ کل ہمارے پاس آنا پھر رات ہی کو اللہ تعالےٰ ان پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا اور پہاڑ کو ان کے بعض آدمیوں پر گرا دے گا اور بعض کی صورتوں کو مسخ کردے گا اور بندر اور سوّر بنا دے گا جو قیامت تک اسی شکل وصورت میں رہیں گے ۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ خسف اور مسخ کا عذاب اس اُمّت پر بھی ہوگا جیسا کہ اگلی اُمتوں پر ہُوا پس حدیثوں میں جو اس کی نفی آتی ہے وہ یا تو محمول ہے اس معنی پر کہ اس اُمّت کے اوّل زمانہ میں ایسا نہ ہوگا اور یا محمول ہے کہ تمام اُمّت پر خسف و مسخ نہ ہوگا پس بعض پر ہوسکتا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

اخلاص دل سے ایک بار اللہ کو یاد کرنے اور گناہ سے بچنے کا انعام

۹۷/۱۶۱ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ جَلَّ ذِکْرُہٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِیْ یَوْمًا اَوْخَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی

کِتَابُ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ ۔(بیہقی شعب الایمان ص۴۶۹/۴۷۰ ج ا رقم ۷۴۰، ترمذی: بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ لِلنَّارِ نَفَسَیْنِ وماذکر من یخرج من النّار ص۸۷ ج ۲)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا (ان فرشتوں سے جو دوزخ پر متعین ہیں) آگ میں سے اس شخص کو نکال دو جس نے مجھ کو ایک دن بھی یاد کیا ہے یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہے۔

تشریح: ذکر سے مُراد اخلاص ہے اور وہ ہے اللہ تعالےٰ کو ایک جاننا خالص دل سے اور سچّی نیّت سے ۔ دلیل اس مفہوم پر یہ حدیث ہے کہ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ترجمہ: جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا خالص دل سے وہ جنت میں داخل ہوگیا[1] اور مُراد خوف سے یہاں اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھنا ہے اور اپنے اعضاء کو اطاعت وعبادت میں مشغول رکھنا ہے اور دلیل اس کی یہ حدیث ہے: اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے خوف کا وہ حصہ عطا فرما جو میرے اور تیرے معاصی کے درمیان حائل ہوجاوے

---

[1] مرقاۃ ص۲۱۰ ج ۹، حلیۃ ص۳۶۴ ج ۷

پس خوفِ خُدا اسی کا نام ہے جو گناہ سے دُور رکھے اور گناہوں میں ملوّث آدمی کا خوفِ خُدا پر دعوٰی غلط اور جھوٹ ہے اسی سبب سے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تجھ سے کہے کہ کیا تو اللہ سے ڈرتا ہے؟ تو خاموشی اختیار کرلے کیونکہ اگر کہتا ہے کہ نہیں ڈرتا ہوں تو کافر ہوتا ہے اور اگر تو کہتا ہے کہ ڈرتا ہوں تو تیرا دعوٰی جھوٹ ہے کیونکہ گناہوں سے تو محفوظ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نو باتوں کا حکم دیا

۹۸/۱۷۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَ الْغِنٰی وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا وَّ نُطْقِیْ ذِكْرًا وَّنَظَرِیْ عِبْرَةً وَّاٰمُرَ بِالْعُرْفِ وَقِیْلَ بِالْمَعْرُوْفِ رَوَاهُ رَزِیْنٌ۔

(رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ صہ ۴۵۸ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ کو نو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ا۔ ظاہر و باطن میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنا۔

۲/ سچی اور راست بات کہنا غصہ اور رضامندی کی حالت میں یعنی جب آدمی کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے اور اس کا عیب چھپاتا ہے اور جب غصہ آتا ہے تو اس کے برعکس کرتا ہے۔ چاہیئے کہ دونوں حالتوں میں یکساں رہے ۳/ فقر اور غنا میں میانہ روی یعنی فقر اور غنا دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہے حالتِ فقر میں غصّہ اور بے صبری نہ کرے اور غنا میں تکبر اور سرکشی نہ اختیار کرے۔ ۴/ میں اس سے قرابت داری کو قائم و برقرار رکھوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے یعنی جو رشتہ دار مجھ سے قطع رحمی و بدسلوکی کرے میں اس کے ساتھ سلوک و احسان ہی کروں اور یہ غایتِ حلم و تواضع ہے۔ ۵/ میں اس شخص کو دوں جو مجھ کو محروم رکھے۔ ۶/ جو شخص مجھ پر ظلم کرے میں (باوجود قدرتِ انتقام) اس کو معاف کر دوں۔ ۷/ میری خاموشی غور و فکر ہو یعنی جب خاموش رہوں تو اسماء وصفات اور مصنوعاتِ الٰہیّہ میں غور و فکر کروں۔ ۸/ میری گویائی ذکرِ الٰہی ہو یعنی جب بات کروں تو اللہ تعالےٰ کا ذکر کروں جیسے تسبیح و تحمید و تکبیر و تلاوت اور وعظ و نصیحت وغیرہ۔ ۹/ اور میری نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اور میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ میں امر بالمعروف کروں۔

تشریح: نمبر ۹/ میں نہی عن المنکر نہ ذکر کیا وہ اس لیے کہ امر بالمعروف دونوں کو شامل ہے اچھی بات کے کرنے کو اور بُری بات کے نہ کرنے کو

قیامت کی نشانیاں

۹۹/۱۷۶ وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَیَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔ (باب ماجاء فی امر بالمعروف والنھی عن المنکر ص ۴ ج ۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم اپنے امام خلیفہ یا سلطان کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنی تلواروں سے نہ مارو گے اور تمہاری دُنیا کے مالک تمہارے شریر و بدکار لوگ نہ ہو جائیں گے یعنی ملک و سلطنت ظالموں کے ہاتھ آئے گی اور نافرمان و فاسق لوگ مخلوق پر حکمرانی کریں گے۔

شہزادہ مکہ کا واقعہ جن کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے

۱۰۰/۱۷۸ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ مَا عَلَیْہِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَّہٗ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکٰی لِلَّذِیْ کَانَ فِیْہِ مِنَ النِّعْمَةِ

وَالَّذِیْ هُوَ فِیْهِ الْیَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُکُمْ فِیْ حُلَّةٍ وَّرَاحَ فِیْ حُلَّةٍ وَّوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ صَحْفَةٌ وَّرُفِعَتْ اُخْرٰی وَسَتَرْتُمْ بُیُوْتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ الْکَعْبَةُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مِّنَّا الْیَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُکْفَی الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔[1]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آتے اس وقت ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانہ میں وہ کس قدر خوش حال تھے اور آج ان کی کیا حالت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب کہ تم صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے (یعنی مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے صبح کو ایک لباس پہنو گے اور شام کو دوسرا)

---

[1] ابواب صفۃ القیامۃ صـ۷۰ ج۲، الترغیب والترہیب صـ۸۵،۸۶ ج۴ رقم ۵۰۵۸

اور تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا (یعنی انواع واقسام کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائیں گے) اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس روز آج کے دن سے بہتر حال میں ہوں گے اس لیے کہ ہم اس وقت عبادت کے لیے فارغ ہوں گے اور محنت و اشغال سے بے فکری ہوگی۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس دن سے بہتر ہو۔

تشریح: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع[1] میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مصعب بن عمیر حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور وہ اس حالت میں تھے کہ تسمہ سے (بکری کی کھال کے) اپنی کمر باندھے ہوئے تھے پس حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو کہ ان کا قلب حق تعالےٰ نے روشن فرمایا ہے اور میں نے ان کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے کہ ان کے والدین ان کو نہایت عمدہ کھانا کھلاتے تھے اور یہ دو سو درھم

---

[1] جَمعُ الجَوَامِع ص ۳۴۶ ج ۱۱ رقم: (۱۶۵۰) عن عمر رضی الله عنه قال نَظَرَ رسولُ الله إلى مُصعب ابنِ عميرٍ مُقبِلًا عليه إهَابُ كبشٍ قد تَنَطَّق بِهِ فَقَالَ النبيّ صلّى الله عليه وسلّم انظُرُوا إلى هذا الذى نَوَّرَ الله قَلْبَهُ لقد رأيتهُ بَيْنَ أبوَيْنِ

(بقیہ تخریج اگلے صفحہ پر)

کا لباس پہنے رہتے تھے۔ اور اللہ اور رسُول کی محبّت نے ان کو اس حال میں پہنچا دیا جس میں تُم اب ان کو دیکھتے ہو۔

مصعب بن عمیر قریشی ہیں اکابر صحابہؓ سے ہیں ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے حالتِ کُفر میں رئیس اور شاہزادۂ مکہ کہلاتے تھے جب مسلمان ہوتے سب چھوڑ کے ہجرت کی اور زہد اختیار کیا اور جنگِ اُحد میں شہید ہوتے اور اس وقت ان کی عمر چالیس سال کی تھی یا کچھ زیادہ۔ اس دن حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم شفقت اور رحم کے سبب روئے کہ ایسے معزّز اور رئیس اور صاحبِ نعمت و دولت کو عشقِ اللہ تعالےٰ اور رسول (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے اس حال کو پہنچایا کہ آج اس کے لیے کفن بھی پورا نہیں ہے پس یہ رونا رنج سے نہ تھا بلکہ اس خوشی سے تھا کہ اُمّت کے اندر ایسے عاشقِ حق اور ایسے زاہد پیدا ہُوتے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پشت پر کھُرّی چارپائی کے باندھ کے نشانات دیکھے اور روئے کہ چین کسریٰ اور قیصر کا کیا ہے اور لاڈلے

(بقیہ: گذشتہ صفحہ)

یَعُدُ وأنه أطیب الطعام والشَّراب لقد رأیت علیه حلَّةً اشتریت بمائتي درهم فدعاه حبَّ الله وحبَّ رسوله إلی ماترون۔

رسول پر کیا تکلیف ہے حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! رضی اللہ تعالے عنہ کیا تم اس بات پر رضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دُنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقیر صابر فضل ہے غنی شاکر سے اور کافر فقیر کا عذاب خفیف تر ہوگا بہ نسبت کافر غنی کے دوزخ میں پس جب کہ نفع دیا فقر نے فقیر کو اس دار فانی میں تو کیونکر نفع نہ دے گا دار القرار میں (مظاہر حق) (مرقات: ۲۲۹-۲۳۰، ج ۹)

آخر زمانے میں دین پر عمل کرنا ایسا مشکل ہوگا جیسا مٹھی میں انگارہ لینا

۱۰۱/۱۷۹ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ اِلصَّابِرُ فِیْھِمْ عَلٰی دِیْنِہٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا

(ترمذی: ابواب الفتن ص ۵۲ ج ۲، مرقاۃ ص ۲۲۸-۲۲۹ ج ۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آتے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔ (یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔)

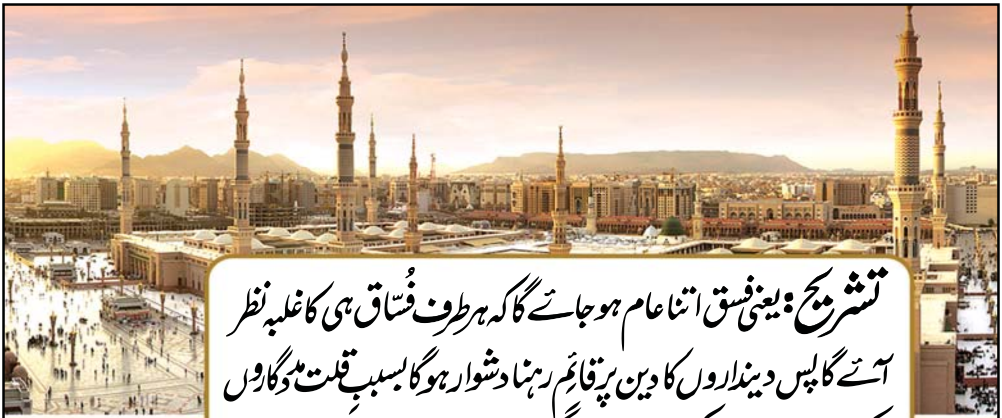

تشریح: یعنی فسق اتنا عام ہو جائے گا کہ ہر طرف فُسّاق ہی کا غلبہ نظر آئے گا پس دینداروں کا دین پر قائم رہنا دشوار ہو گا بسببِ قلت مددگاروں کے۔ اور بہت صبر کی ضرورت ہوگی۔

عورتوں کے مشورہ پر عمل کرنے کا نقصان

۱۸۰/۱۰۲ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَآؤُکُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَآؤُکُمْ سُمَحَآءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَآؤُکُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَآؤُکُمْ بُخَلَآءَکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَآءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔ (ابوابُ الفتن ص۵۲ ج۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے امراء تمہارے بہتر لوگ ہوں اور دولت مند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ سے طے پائیں اس وقت زمین کی پشت تمہارے لیے زمین کے پیٹ سے بہتر ہوگی (یعنی زندگی موت سے بہتر ہوگی اس لیے کہ تم کتاب وسنت کے مطابق عمل کروگے اور نیک اعمال کے ساتھ درازی عمر نعمت ہے) اور جبکہ تمہارے امراء تمہارے شریر و بدکار لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند تمہارے بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں اس

وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہو گا (یعنی تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہو گی)

تشریح: عورتوں سے مشورہ لینا مناسب نہیں ہوتا کیونکہ یہ ناقصاتِ عقل اور ناقصاتِ دین ہیں اور ان کے لیے وارد ہے شَاوِرُوْهُنَّ وَ خَالِفُوْهُنَّ عورتوں سے مشورہ تو کرو مگر اس کے خلاف کرو اور وہ مرد بھی عورتوں کے حکم میں ہیں کم عقل ہونے میں جو اُن کے مشابہ ہیں یعنی جن پر مال اور جاہ کی محبت غالب ہو اور جن کو انجام کی خبر نہیں اور نہ گناہوں کے وبال کی فکر۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اکثر جھگڑا اور فساد عورتوں کی تابعداری اور ان کے کہنے پر چلنے سے ہوتا ہے۔

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے مسلمان اہلِ کفر سے مغلوب ہیں

۱۸۱/۱۰۳ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعَی الْاَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَّحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیْرٌ وَّ لٰكِنَّكُمْ غُثَآءٌ كَغُثَآءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَآئِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَكَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ۔ (ابوداؤد كِتَابُ الْمَلَاحِمِ بَابُ تداعی الْاُمَمِ علی الاسلامِ ص ۲۳۴، بیہقی فی شعب الایمان ص ۲۹۷ ج ۷ رقم ۱۰۳۷۲)

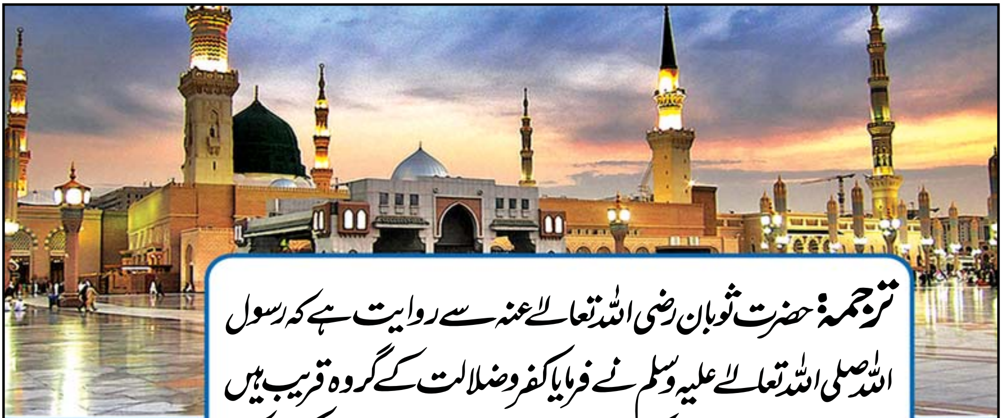

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کفر وضلالت کے گروہ قریب ہیں کہ ان کے بعض آدمی بعض کو تم سے لڑنے اور تمہاری شان وشوکت کو مٹانے کے لیے بلائیں گے جس طرح کہ ایک کھانا کھانے والی جماعت جمع ہوتی ہے اور اس کے بعض بعض کو کھانے کی طرف بلاتے ہیں۔ یہ سُن کر صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے کسی نے پوچھا کیا وہ لوگ اس لیے ہم پر غلبہ حاصل کریں گے کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس زمانہ میں بڑی تعداد میں ہوگے لیکن ایسے جیسے نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ ہوتے ہیں یعنی تم میں قوت وشجاعت نہ ہوگی اس لیے نہایت ضعیف وکمزور ہوگے تمہارا رعب اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں ضعف وسُستی پیدا ہوجائے گی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وھن (ضعف وسُستی) کیا چیز ہے؟ (یعنی اس کے پیدا ہونے کا سبب کیا ہے؟) فرمایا دُنیا کی محبت اور موت سے بے زاری اور نفرت۔

تشریح: اس زمانہ میں اہل کفر سے اہل اسلام کا رعب جاتا رہا اور اہلِ کفر جنگ میں غالب آرہے ہیں۔ اس کا راز یہی ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا ہوگئی ہے اس وجہ سے جہاد کی اصلی روح نہیں پیدا ہوتی۔ اور اسلامی ملک

صرف نام کا نو اسلامی ہے ۔لیکن اکثریت اللہ تعالے اور رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی نافرمانی میں مبتلا ہے ۔ بے پردگی بےحیائی سینما، نائٹ کلب، ٹیلی ویژن اور پوری زندگی سُنّتِ نبوی سے دور اور اہلِ مغرب کی عیّاشی کے خطوط پر محوِ گردشِ ہلاکت ہے اللہ تعالے اپنی رحمت سے ہماری ہدایت کے لیے اسباب پیدا فرمائیں۔

آمین

مختلف گناہوں پر دنیاوی سزائیں

۱۸۲/۱۰۴ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ اِلْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ رَوَاهُ مَالِكٌ۔

(مَاجَاءَ فِي الْغُلُوْلِ صد ۴۷۶ ۔)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہو جائے اللہ تعالے ان کے دلوں میں دشمنوں کا رعب اور خوف پیدا کر دیتا ہے اور جس قوم میں زناکاری پھیلتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپنے

تولنے میں کمی کرتی ہے (یعنی کم ناپتی اور کم تولتی ہے) اس کا رزق اٹھا لیا جاتا ہے۔ (یعنی رزقِ حلال یا رزق کی برکت اٹھالی جاتی ہے) اور جو قوم ناحق حکم کرتی ہے (یعنی اس کے اُمرا۔ احکام نافذ کرنے میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور ناحق احکام جاری کرتے ہیں) اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن کو مُسلّط کر دیا جاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی سزا آخرت کے علاوہ دُنیا میں بھی بصورتِ مصائب (یعنی بے اطمینانی اور عمر میں کمی۔ رزق میں تنگی اور آپس میں خونریزی اور ظالم دشمن کا تسلط وغیرہ) ہوتی ہے اب کوئی نادان یہ کہے کہ فلاں فلاں رات دن نافرمانی کر رہے ہیں اور ان کو دنیا خوب مل رہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے دلوں کو ہرگز سکون نہیں۔ ان کی دُنیا کا ٹھاٹ باٹ صرف ظاہری جسم پر نظر آتا ہے ان کے قلب ہزاروں غم اور فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ؎

از بروں چوں گورِ کافر پر حلل
واندروں قہرِ خدائے عزّ و جل

ترجمہ: کافر کی قبر باہر سے بہت پر رونق ہے مثلاً پھول کی چادر رَوشنی کے قمقمے۔ بینڈ باجے اور اندر اس کی روح پر اللہ تعالےٰ کا قہر ہو رہا ہے اور گناہ جس کو موافق آجاتے اور پکڑ نہ ہو اور گناہ کے ساتھ دُنیا

خوب ملے تو یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ڈھیل ہے زہر کا ہضم ہونا خطرناک ہوتا ہے اور زہر کا قے ہونا مفید ہوتا ہے پس گناہوں کے ساتھ نعمت، نعمت نہیں عذاب ہے مصیبت ہے اور جو مصیبت غفلت دور کر دے وہ رحمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے قرابت داروں کو دعوتِ ایمان
خدا سے ڈرنے اور نافرمانی سے بچنے کی تاکید

۱۰۵/۱۸۴ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْآ اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْآ اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْآ اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْآ أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْآ أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْآ اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوْآ اَنْفُسَكُمْ لَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَآ اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَافَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْكِ

مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ۔ (بخاری: کتاب التفسیر سورۃ الشعراء صد ۷۰۲ ج ۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ڈرایئے اپنے کنبہ کے لوگوں کو جو بہت قریب کے ہیں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب میں تعمیم کی اور تخصیص بھی (یعنی ان کے جدِّ بعید کا نام لے کر بھی مخاطب کیا تاکہ سب کو عام و شامل ہو جائے اور ان کے جدِّ قریب کا نام لے کر بھی مخاطب کیا تاکہ بعض کے ساتھ مخصوص ہو جائے) چنانچہ آپ نے فرمایا اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد شمس کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے ہاشم کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے عبد المطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچا۔ اس لیے کہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں (یعنی میں کسی کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا) البتہ مجھ پر تمہارا قرابت کا حق ہے جس کو میں قرابت کی تری سے تر کرتا ہوں۔

اور بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو خرید لو (یعنی ایمان لاکر اور اطاعت و فرماں برداری کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچالو) میں تم سے اللہ تعالےٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہیں کر سکتا اور اے عبد مناف کی اولاد! میں تم سے اللہ تعالےٰ کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس ابن عبدالمطلب! میں تم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! میں تم کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ اور اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ! میرے مال میں سے جو کچھ تو چاہے مانگ لے لیکن میں تجھ کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔

تشریح: اس حدیث سے اُمّت کو یہ سبق ملتا ہے کہ جب سیّدالانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو محنت کی طرف متوجہ کیا گیا تو آج کس احمق و نادان کا منہ ہے کہ پیروں یا اولیاء کی سفارش پر یا خود سیدالانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بھروسے پر یا حق تعالےٰ شانہٗ کی رحمت کے بھروسے پر گناہوں اور سرکشی پر جری اور گستاخ ہو اور نیک اعمال سے بے پروا ہو۔ خود سیدالانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو حق تعالےٰ شانہٗ کے لاڈلے اور محبوب رسول ہیں اور ایسے محبوب ہیں جو

آپ کے نقش قدم کی اتباع کرے وہ بھی اللہ تعالےٰ کا محبوب ہو جاوے
کس قدر عبادت فرماتے تھے کہ طولِ قیام سے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا
تھا، تعجب ہے کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی شانِ رحمت پر بھروسہ کا پُرفریب
دعویٰ کر کے نیک اعمال سے کاہل اور گناہوں میں چست و چالاک بنے ہیں
یہی لوگ حق تعالےٰ کی دوسری صفتِ رزّاقیّت پر بھروسہ کر کے گھر میں
نہیں بیٹھتے بلکہ روزی کے لیے مارے مارے سرگرداں و پریشاں در بدر
چکّر کاٹتے ہیں اور کس کس خاکِ آستاں کو بوسہ دیتے ہیں اور آخرت کے
معاملہ میں اپنی غفلت اور کاہلی پر پردہ ڈالنے کے لیے توکّل کا سہارا لیتے
ہیں یہ کیسا توکّل ہے کہ ایک صفت پر توکل ہو اور دوسری صفت پر توکل
نہ ہو تو یہ توکّل تو اپنے مطلب کا توکل ہُوا ۔

مصطفٰے فرمودہ باوازِ بلند

بر توکّل زانوئے اشتر بہ بند

حضرت مصطفٰے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کو رسّی سے باندھ
دو پھر توکّل اللہ تعالےٰ پر کرو رسّی پر توکّل نہ کرو ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ تدبیر کو چھوڑنا توکّل نہیں بلکہ تدبیر کر کے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرنا اور
تدبیر پر بھروسہ نہ کرنے کا نام اصل توکّل اور صحیح توکّل ہے ۔ پس آخرت
کے لیے بھی اعمالِ صالحہ اختیار کرے اور گناہوں سے بچنے کی تکالیف
کو برداشت کرے اور پھر مغفرت کے لیے اپنے ان اعمال پر بھروسہ

نہ کرے بلکہ حق تعالےٰ کی رحمت پر بھروسہ کرے۔

حق تعالےٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کیے اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ[1] یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اس کلامِ ربّانی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے امید پیدا ہوتی ہے اور نافرمانی پر اصرار اور توبہ نہ کرنے سے اس امید اور نورِ ایمان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

شراب کا نام بدلنے سے شراب حلال نہیں ہوسکتی

۱۸۵/۱۰۶ وَعَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيٰى الرَّاوِيْ يَعْنِى الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَآءُ يَعْنِى الْخَمْرَ قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَا بَيَّنَ قَالَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ص۹۷ ج۲ رقم ۲۱۰۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو اُلٹایا جاوے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالےٰ علیہ

---

[1] سُورۃ البقرۃ پارہ ۲، آیت ۲۱۸

وسلم ! یہ کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کی حرمت اللہ تعالیٰ نے خوب واضح کر کے بیان فرمادی ہے۔ فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس طرح اس کو حلال قرار دیں گے۔

تشریح: جیسا کہ آج کل شراب کا نام جامِ صحت رکھا ہوا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کو حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے ہدایت فرمائیں۔ آمین !

الحمدللہ تعالیٰ کہ آج ۱۳؍ رمضان مبارک ۱۳۹۴ھ بروز دوشنبہ اس کتاب کا مسوّدہ تکمیل اور اختتام کو پہنچا۔ ناظرین حضرات سے احقر دُعا کی درخواست کرتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے اور اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں اس کتاب کو قبول اور نافع فرمائیں۔ اور احقر کے لیے اور مجلسِ اشاعۃ الحق کے معاونین کے لیے صدقۂ جاریہ فرمائیں۔ آمین !

راقم الحروف محمد اختر عفا اللہ عنہ

۱۳؍ رمضان ۱۳۹۴ھ

مجلس اشاعۃ الحق ۴-جی-۱/۲

ناظم آباد، کراچی نمبر ۱۸

یادداشت

یادداشت

آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں!

آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
جیسے خورشید ہو آسماں میں

دوستو یہ ہے شہرِ مدینہ
جس سے اسلام پھیلا جہاں میں

گر نہ صلِّ علیٰ ہو زباں پر
کیا اثر ہو گا آہ و فغاں میں

ورفعنا کا انعام یہ ہے
آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں

شرطِ توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب و جاں میں

کوئی سمجھے گا کیا، غیر ممکن!
آپ کا رُتبہ دونوں جہاں میں

سبز گنبد پہ جس کی نظر ہو
وہ بھلا جائے کِس گلستاں میں

نام کیسا ہے پیارا محمدؐ
جن کے صدقے میں ایماں ہے جہاں میں

یہ ہے فیضانِ نُورِ نبوت
جو ہے اسلام سارے جہاں میں

کیا کہوں رفعتِ شانِ گنبد
کچھ نہیں دم ہے اختر زباں میں

ؐ صلی اللہ علیہ وسلم

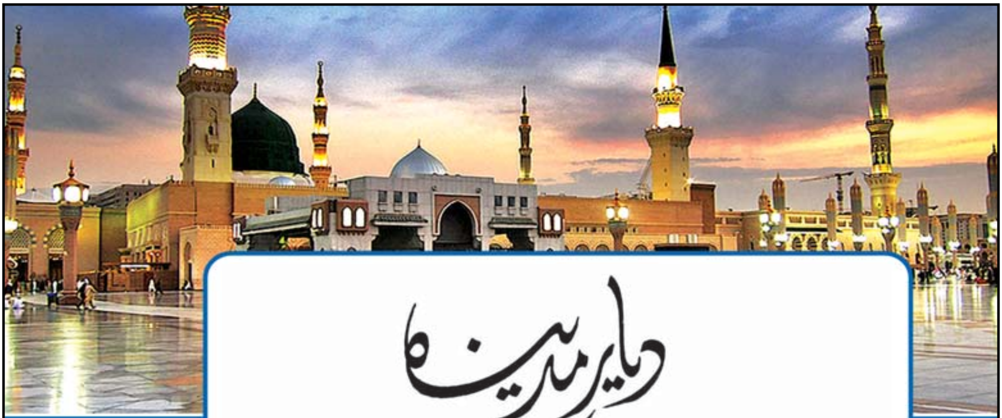

دیارِ مدینہ

نظر ڈھونڈتی ہے دیارِ مدینہ — ہیں دِل اور جاں بے قرارِ مدینہ
وہ دیکھو اُحد پر شجاعت کا منظر — شہیدوں کے خون شہادت کا منظر
وہ ہے سامنے سبز گنبد کا منظر — اسی میں تو آرام فرما ہیں سَرور
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ — یہیں تھے یہ پروانۂ شمعِ انور
یہیں سے تو اِسلام پھیلا جہاں میں — مدینہ کا شہرہ ہے ہفت آسماں میں
نشانِ نبی ہے یہ مسجد قبا کی — ہے قندیل طیبہ نبی کی ضیاء کی
مدینہ کے دیوار و در دیکھتے ہیں — عجب حال قلب و جگر دیکھتے ہیں

یہ مسکن ہے شاہِ مدینہ کا اخترؔ
فلک بوسہ زن ہے یہاں کی زمیں پر

ؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

یاجبال الحرم یاجبال الحرم

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم
یاجبال الحرم یاجبال الحرم

یہ دُعائے حرم لذّتِ مُلتزم
ہو عطا سب کو یہ نعمتِ مغتنم

اے خُدا ہے فقط آپ کا یہ کرم
کر رہے ہیں جو ہم سب طوافِ حرم

آ گیا سامنے روضۂ محترم
جس کی زیارت کو یارب ترستے تھے ہم

رحمتِ دو جہاں کا ہے فیضِ اتم
جِن کے صدقے میں مسلم و مومن ہیں ہم

آپ ہی کے شرف سے یہ رُتبہ مِلا
اُمّتِ مسلمہ ہے جو خیر الامم

ہیں سلاطینِ عالم بھی احرام میں
بَن کے حاضر ہُوئے ہیں گدائے حرم

میرے مالک یہ اختر کی سُن لے دُعا
ہو مقدر میں ہر سال دیدِ حرم

دل کا مصرفِ حقیقی

ظلم ہے عقل کے خلاف غیر کو دل دیا اگر
جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو فدا اسی پہ کر
اس کا سکون چھن گیا مرکز سے جو ہوا جدا
مرکزِ دل خدا ہے بس دل نہ فدا کسی پہ کر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

بہت خوش نما ہیں یہ بنگلے تمہارے
یہ گملوں کے جُھرمٹ یہ رنگیں نظارے

ارے جی رہے ہو یہ کس کے سہارے
کہ مرنے سے ہو جائیں گے سب کنارے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم